26 - E P. No 861

رجسٹرڈ ای۔پی۔نمبر ۸۶۱

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع ربوہ سے موصول نہیں ہوئی۔

احباب اپنے مقدس آقا کی صحت و عافیت و درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

جلد ۲ | ۲۱ ر وفا ۱۳۳۲ ہش ۹ ر ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ ۲۱ ر جولائی ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۷

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ ——— نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الْکَرِیمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا پیغام جماعت احمدیہ کے نام

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برادران

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ سکرٹری دعوت و تبلیغ راولپنڈی نے کچھ تبلیغی لٹریچر کسی سینئر فوجی افسر کو عید کے موقعہ پر بھجوایا ہے۔ جو آگے انہوں نے بطور شکایت بالا افسروں کے پاس بھجوا دیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ فعل شوریٰ کے پیش کردہ ریزولیوشن کے خلاف ہے۔ جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اس وقت چاروں طرف سے دشمنوں میں گھری ہوئی ہے۔ لوگ مودودی لٹریچر کی اشاعت کو برداشت کر سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے لٹریچر کی اشاعت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ بیان القرآن نامی رسالہ فوج کے کچھ افسر شائع کرتے ہیں۔ اور فوج میں کثرت سے شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں خالص مذہبی امور پر بحث ہوتی ہے۔ اور نہ ماننے والوں کو دھمکیاں بھی دی جاتی ہیں۔ یہ رسالہ اتنا فوج میں شائع ہوتا ہے کہ غالباً بڑے سے بڑے افسر اس سے واقف ہیں۔ مگر وہ لوگ خوش قسمتی یا بدقسمتی سے اکثریت کہلاتے ہیں۔ ان کے کسی فعل سے فوجی ڈسپلن نہیں ٹوٹتا۔ لیکن آپ کے ہر فعل سے فوجی ڈسپلن خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اس لئے بہر حال آپ لوگوں کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ اور کسی سکرٹری تبلیغ کو یا کسی عہدہ دار جماعت کو کسی فوجی افسر کی طرف کوئی لٹریچر نہیں بھجوانا چاہیئے۔ میں نے سنا ہے۔ کہ اس لٹریچر میں ایک کتاب "ہمارا رسول" تھی۔ یعنی اس فوجی افسر کو اس احمدی عہدہ دار نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے واقف کرنا چاہا تھا۔ لیکن بھیجنے والے نے یہ نہیں سمجھا۔ کہ آجکل کا زمانہ ایسا ہے کہ بعض مسلمان کہلانے والے کسی دوسرے شخص کی زبان سے یہ بھی سننا پسند نہیں کرتے کہ اُٹھ کر نماز پڑھو۔ جب حالات یہ ہیں۔ تو کیوں آپ لوگ ان طریقوں کو اختیار نہیں کرتے جو محفوظ بھی ہیں اور معقول بھی۔ پاکستان میں مودودی تبلیغ کی جائے گی۔ پاکستان میں صدیقی صاحب کا رسالہ فوج میں شائع کیا جائے گا۔ پاکستان میں اہل قرآن کی تبلیغ کی جائے گی اور ان کے رسالے فوج اور سول افسروں میں تقسیم کئے جائیں گے۔ پاکستان میں اہل حدیث کی تبلیغ کی جائے گی۔ دیوبندیوں کی تبلیغ کی جائے گی۔ بریلویوں کی تبلیغ کی جائے گی۔ شیعوں کی تبلیغ کی جائے گی۔ انسان کو خدا بنانے والے بہائیوں کی تبلیغ کی جائے گی۔ پاکستان کے مؤقر روزانہ جرائد میں بہاء اللہ مدعی الوہیت۔ مدعی نسخ رسالت محمدیہ پر متواتر اور مسلسل روزانہ ایڈیٹوریل لکھے جائیں گے۔ لیکن کوئی احتجاج نہ کرے گا۔ لیکن ہمارے بولنے پر اکثریت شور مچائے گی۔ تم کو عقل سے کام لینا چاہیئے۔ تمہاری نادانی کی حرکات سے مجھے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اور میں تمہاری عقل پر روتا ہوں۔ اپنی اصلاح کرو اور خدا سے ہدایت چاہو۔ خدا تعالےٰ خود تمہارے لئے راستہ کھولے گا۔ اور وہ کچھ کرے گا جو تمہاری امیدوں سے بالا ہو گا۔ اور جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ آتا ہو گا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ خدا تعالےٰ یہ سب کچھ دیکھے گا۔ اور خاموش رہے گا۔ تم کو اپنے سب عہد اور ارادے پورے کرنے چاہئیں۔ اور پھر خدا تعالےٰ پر امید رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ لوگوں کو حق و ہدایت قبول کرنے کی توفیق بخشے ؁

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد

(منقول از اخبار المصلح کراچی)

نوٹ:۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا مندرجہ بالا ضروری اعلان مغربی پنجاب کے حالیہ حالات اور واقعات کے پیش نظر ہے۔ چونکہ ہندوستانی احباب جماعت بھی اپنے آقا کے ہر قول و فعل سے آگاہ ہونا اپنے لئے باعث ازدیاد ایمان سمجھتے ہیں۔ اور سلسلہ کے ریکارڈ کے لئے بھی اس کا اندراج ضروری ہے۔ اس لئے بدر میں شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

مغربی پنجاب کے فسادات کی عدالتی تحقیقات شروع ہوگئی

لاہور۔ یکم جولائی۔ پنجاب میں مارچ کے توہین فسادات کی تحقیقات کرنے والی عدالت نے جو دو ججوں پر مشتمل ہے آج اپنی پہلی نشست میں میجر جنرل اعظم خاں کو ایک فریق بننے کا فیصلہ کیا۔ جس میں ان سے درخواست کی جائے گی کہ مارشل لاء کے نفاذ کے وقت لاہور کی جو حالت تھی۔ وہ اس کی تفصیلات سے عدالت کو آگاہ کریں۔ میجر جنرل اعظم خاں سے جو مارشل لاء کے ناظم اعلیٰ تھے۔ یہ بھی کہا جائے گا۔ کہ وہ ان وجوہات پر روشنی ڈالیں جن کی وجہ سے لاہور میں مارشل لاء نافذ کیا گیا تھا۔ ایک گھنٹہ کی نشست کے بعد عدالت کے ججوں مسٹر محمد منیر اور مسٹر جسٹس کیانی نے پانچ اداروں کی تحقیقات کے سلسلہ میں بڑے فریق قرار دیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حکومت پنجاب بلمرٹ تاج الدین صدر مجلس احرار لاہور۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ پنجاب صوبائی مسلم لیگ اور جماعت اسلامی لاہور۔

تحقیقاتی عدالت نے ایک پریس نوٹ جاری کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ جس میں تحقیقات سے دلچسپی لینے والے افراد اور جماعتوں سے کہا جائے گا۔ کہ وہ عدالت کو اس امر کی اطلاع دیں کہ آیا وہ کارروائی میں خود کو ایک فریق قرار دینا چاہتے ہیں کہ نہیں۔ عدالت نے یہ بھی طے کیا۔ کہ فریقین متعلقہ سے کہا جائے کہ وہ اپنے اپنے بیانات عدالت کے دائرہ اختیارات کے مطابق لکھ کر بھیجیں۔ اور خاص طور پر یہ لکھیں کہ احراریوں اور احمدیوں کے تنازعہ میں ان کا رویہ کیا ہے عدالت نے اختیارات میں یہ دریافت کرنا ہے۔ کہ فسادات کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ وہ کیا حالات تھے۔ جن کے ماتحت لاہور میں مارشل لاء لگایا گیا۔ فسادات پر قابو پانے کے لئے صوبائی شہری حکام نے مناسب تدابیر اختیار کی تھیں کہ نہیں؟ عدالت نے لاہور۔ راولپنڈی۔ سیالکوٹ۔ لائلپور۔ گوجرانوالہ اور منٹگمری کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور اعلیٰ پولیس افسروں سے جو ۶ر مارچ ۱۹۵۳ء کو ان اضلاع میں متعین تھے۔ اور حکومت پنجاب کے سکرٹری کو ان ہنگاموں کے متعلق عدالت کے سامنے بیان دینے کو کہا ہے۔ میاں انور علی جو اس زمانہ میں پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس تھے۔ حلقہ لاہور کے ڈی۔ آئی۔ جی۔ مسٹر ایس۔ این عالم۔ اور لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر انجاز حسین شاہ سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس مرزا انعام الدین ۔۔ اور حکومت پنجاب کے سکرٹری سے خاص طور پر بتانے کے لئے کہا گیا ہے کہ فوج نے ایسی کون سی کارروائی کی۔ جو وہ خود نہیں کر سکتے تھے۔

ریڈیو پاکستان کے نمائندے نے خبر دی ہے کہ پنجاب سیکرٹریٹ۔ پولیس اور اضلاع کے ذمہ دار افسروں سے بھی مصدقہ تحریری بیانات دینے کو کہا گیا ہے۔ ان کے اور دوسرے سب متعلق لوگوں کے بیانات مصدقہ ہونے چاہئیں۔ لاہور کے شہری حکام سے کہا گیا ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ کن حالات میں فوج طلب کی گئی۔ اور فوج نے وہ کیا کام کیا جو شہری حکام خود نہیں کر سکتے تھے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور سے دریافت کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۲۹ کے تحت فوج طلب کی تھی کہ نہیں۔ اور پھر فوج طلب کرنے کا کیا نتیجہ برآمد ہوا؟

عدالت نے کہا کہ تمام مصدقہ بیانات ۱۵ر جولائی تک پہنچ جانے چاہئیں۔ عدالت کے ارکان اس سلسلہ میں اب تک اضلاع لاہور، راولپنڈی، سیالکوٹ۔ لائلپور۔ گوجرانوالہ اور منٹگمری کا دورہ کر چکے ہیں۔

(ڈان کراچی)

واہگہ اور حسینی والا بارڈر کھلے گئے

حکومت ہندوستان و پاکستان کے فیصلہ سے واہگہ بارڈر کا رستہ اور حسینی والا بارڈر کا رستہ جو ۱۹۵۱ء سے بند تھے مسافروں کے آنے جانے کے لئے کھول دیئے گئے ہیں۔

عنقریب لاہور۔ امرتسر کے درمیان مسافر ریل گاڑیوں کا اجراء بھی متوقع ہے۔

ناظر صاحب تعلیم و تربیت کا دورہ ہندوستان

تمام جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ایک خاص ارشاد گرامی کے ماتحت مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ قادیان تمام جماعتہائے ہندوستان کا دورہ کریں گے۔

جماعتہائے ہند کے تمام احباب خصوصاً امراء، اور پریذیڈنٹ صاحبان اور سکرٹریان صیغہ ہائے متعلقہ سے امید کی جاتی ہے کہ وہ ناظر صاحب موصوف کے ساتھ ان تمام اہم کاموں میں جن کو وہ حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ کے ارشاد کی روشنی میں انجام دینے کے لئے جا رہے ہیں۔ ان کی معاونت کریں گے۔ اور سہولتیں بہم پہنچائیں گے۔

یہ دورہ جماعتوں میں تبلیغی۔ تعلیمی و تربیتی اور قربانیوں کی روح پیدا کرنے کے متعلق ہے۔ ذمہ دار احباب تمام افراد جماعت کو مطلع کر دیں۔

ہر مقام پر پہنچنے کی تاریخ اور قیام کے متعلق بعد میں بذریعہ اخبار یا خطوط جماعتوں کو اطلاع پہنچ جائے گی۔ (ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ولادتیں:- قادیان مورخہ ۱۸ر جولائی۔ مکرم قاضی عبد المجید صاحب کاتب اخبار بدر کے ہاں دوسرا فرزند تولد ہوا۔ خدا تعالیٰ نے مولود کو والدین کے لئے قرۃ العین اور خادم دین اور لمبی عمر والا بنائے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

۲۔ مورخہ ۱۴ر ۱۵ر جون ۱۹۵۳ء عزیزم میاں سید ناصر الدین احمد صاحب کے گھر ایک لڑکا تولد ہوا۔ احباب کرام درویشان قادیان اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عاجزانہ گذارش ہے کہ مولود مسعود کے لئے دعا فرما دیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اُسے روحانی اور جسمانی صحت عطا کر کے خادم دین بنائے۔ اور لمبی عمر عطا کرے۔ آمین۔ ثم آمین۔ خود میاں ناصر الدین صاحب بھی ایک عرصہ سے بیمار ہے ہیں۔ ان کی کامل صحت کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔ والسلام سید صمصام الدین احمد مبلغ احمدیہ مقیم سری پار پور بیدا۔

۳۔ مورخہ ۲۰ر جولائی محمد ظفر صاحب درویش کے ہاں پہلی لڑکی تولد ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے مولودہ کو عمر عطا فرمائے۔ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔ نامہ نگار

دعا

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی

الٰہی تو اپنی محبت عطا کر
مروّت وفا ذوقِ طاعت عطا کر

ابوبکرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ کی مجھ میں
تحمل۔ صداقت شجاعت عطا کر

میرے دل میں ہو شمع فاروقؓ روشن
عمرؓ سی تو نظم سیاست عطا کر

رگوں میں میری خون حمزہؓ ہو جوشاں
شہیدِ اُحد کی جسارت عطا کر

یہ ہے کربلا میں حسین بن حیدر
شہِ دیں کی مجھ میں تو غیرت عطا کر

بس دل میں ہو عظمتِ بو عبیدہ
تو سعدؓ اور خالدؓ کی شوکت عطا کر

ہو سینے میں پیدا نگاہِ ابو ذرؓ
زر و گنج دنیا کی نفرت عطا کر

مرے سینے میں بوہریرہؓ کا دل ہو
مذاقِ احادیث حضرتؐ عطا کر

رفیقانِ کعب بن مالک کی جیسی
الٰہی تو توبہ کی ہمت عطا کر

تو اس دور میں مثل حسانؓ[1] و ثابتؓ[2]
مجھے جوشِ شعر و خطابت عطا کر

جُوں آلِ نبی اہلِ بیت محمدؐ
وہ رفعت۔ بزرگی۔ طہارت عطا کر

مجھے جادۂ حق کا راہی بنا تو
مجھے اپنا آزار و حسرت عطا کر

مرے نخلِ ہستی سے خوشے چنیں سب
مرے روز و شب میں تو برکت عطا کر

مرے دل میں اک آرزو بس گئی ہے
تو سمیع کو جامِ شہادت عطا کر

[1] یعنی حسان بن ثابت شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
[2] یعنی ثابت بن قیس بن شماس خطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہ

خطبہ جمعہ

اگر تم اپنے ان اعمال کو درست کر لو جو دوسروں کو نظر آتے ہیں تو تمہارے باطنی اعمال آپ ہی آپ درست ہو جائینگے

اس ذات کے ساتھ اپنے تعلق کو بہر حال مقدم رکھو جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہے

اور جو تمہارے ظاہر و باطن کو دیکھتی ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ر جون ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

سردیاں آتی ہیں اور گذر جاتی ہیں

گرمیاں آتی ہیں

اور گذر جاتی ہیں۔ بہار کا موسم آتا ہے اور گذر جاتا ہے خزاں کا موسم آتا ہے اور گذر جاتا ہے کبھی چھوٹے دن آجاتے ہیں اور کبھی بڑے دن آجاتے ہیں۔ کبھی چھوٹی راتیں آجاتی ہیں اور کبھی بڑی راتیں آجاتی ہیں۔ مگر سورج وہی رہتا ہے۔ جو سردیوں میں تھا جو گرمیوں میں تھا جو بہار میں تھا یا خزاں میں تھا

چاند وہی رہتا ہے

جو گرمیوں میں تھا۔ جو سردیوں میں تھا۔ جو بہار میں تھا اور جو خزاں میں تھا۔ اس لئے گرمی اور سردی اور بہار اور خزاں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ لیکن سورج اور چاند بڑی حقیقت رکھتے ہیں۔ تم گرمی اور سردی سے وسطی علاقے اور شمالی اور جنوبی علاقے میں جاکر بچ سکتے ہو۔ تم پہاڑی اور میدانی علاقوں میں جاکر ان سے بچ سکتے ہو۔ گرمیوں میں تم پہاڑ پر چلے جاؤ۔ تو گرمیوں سے محفوظ رہ سکتے ہو۔ اور سردیوں میں میدانی علاقوں میں چلے جاؤ۔ تو سردیوں سے محفوظ رہ سکتے ہو۔ رات اور دن کی بڑائی اور چھوٹائی سے بھی تم دنیا کے شمالی اور جنوبی کونوں پر جاکر بچ سکتے ہو۔ مگر سورج اور چاند کے اثرات کے تم ہر جگہ محتاج بھی ہو۔ اور جہاں کہیں تم جاؤ تم ان اثرات سے بچ بھی نہیں سکتے اسی طرح دنیا میں

تکلیفوں اور دکھوں کے زمانے

آتے ہیں۔ جہالتوں اور علم کے زمانے آتے ہیں حکومتوں اور غلامی کے زمانے آتے ہیں۔ مخالفتوں اور صلح کے زمانے آتے ہیں۔ اور یہ چیزیں بدلتی چلی جاتی ہیں لیکن انسان کا خدا نہیں بدلتا۔ وہ جس طرح ہے اسی طرح چلتا چلا جاتا ہے۔ پس انسان سمجھ سکتا ہے کہ الٰہی تعلق اور الٰہی ضرورت ان چیزوں سے مقدم ہے جو بدلنے والی ہیں۔ جس طرح سورج اور چاند مقدم ہیں۔ گرمی اور سردی سے۔ دن اور رات سے۔ اسی طرح مصیبتیں اور دکھ۔ خوشیاں اور غمیاں۔ راحتیں اور رنج۔ ترقیاں اور تنزل یہ سب چیزیں ماتحت ہیں۔ یہ سب چیزیں تابع ہیں خدا تعالیٰ کی ذات کے۔ جس طرح انسان دن اور رات۔ سردی اور گرمی کو بدل سکتا ہے۔ مگر وہ سورج کو نہیں بدل سکتا۔ اسی طرح انسان خوشی اور رنج اور تکلیف اور سکھ کو بدل سکتا ہے۔ لیکن

خدا تعالیٰ کے تعلق

کو نہیں بدل سکتا۔ لیکن افسوس ہے کہ لوگ اس مقدم کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور وہ ان چیزوں کے پیچھے جو بدل سکتی ہیں یا بدل سکتی ہیں اور عارضی اور غیر مستقل ہیں لگے رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی چیزوں مثلاً راستی۔ دیانت۔ محنت اور چستی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جھوٹ بے ایمانی کینہ کپٹ۔ دھوکہ بازی اور فریب کو لے لیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں۔ ان سے ضروریات پوری ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ ضرورت بھی عارضی ہوتی ہے۔ اور وہ پورا ہونا بھی عارضی ہوتا ہے۔

حضرت خلیفہ اول رض

فرمایا کرتے تھے۔ کہ ان کے گاؤں میں کوئی عورت تھی جو بیوہ تھی اور سارا دن محنت کر کے وہ اپنا پیٹ پالتی تھی۔ وہ دن بھر سوت کاتتی تھی اور پھر اس سوت کو بیچ کر اس کی قیمت سے گذارا کرتی۔ اور کچھ رقم جمع بھی کرتی رہتی۔ اسے سونے کے کڑوں کا بڑا شوق تھا۔ وہ دس بارہ سال تک رقم جمع کرتی رہی۔ اور اس رقم سے اس نے کڑے بنوا لئے۔ ایک دن ایک چور اس کے گھر آیا۔ اور اس نے زبردستی سے اور اسے ڈانٹ ڈپٹ کر سونے کے کڑے اتروا لئے چونکہ وہ غریب عورت تھی۔ اور اس نے بڑی محنت سے ایک رقم جمع کر کے سونے کے کڑے بنوائے تھے۔ اس لئے کڑے اترواتے وقت بڑی چھینا جھپٹی ہوئی۔ اس نے لازماً چور کے مقابلہ میں زور لگایا اور چور کو کڑے اتروانے میں دیر لگی۔ اس لئے اسے چور کی

شکل کی شناخت

زیادہ ہوگئی۔ اور چور کا چہرہ اس کے دماغ پر عکس ہو گیا۔ اس واقعہ پر کئی سال گذر گئے۔ ایک دن اتفاقاً وہ عورت گھر سے باہر گلی میں بیٹھ کر چرخہ کات رہی تھی۔ اور دوسری بعض عورتیں بھی اسکے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھیں کہ وہی چور پاس سے گذرا۔ وہ بالکل ننگ دھڑنگ تھا۔ اس کے جسم پر سوائے لنگوٹی کے کوئی کپڑا نہیں تھا۔ رفاہت اور آرام کے آثار اسکے جسم پر نہیں تھے۔ جب وہ چور اس عورت کے پاس سے گذرا۔ تو اسے اس کی شکل یاد آگئی۔ چور چند ہی قدم آگے گذرا تھا کہ اس عورت نے اسے آواز دی۔ اور کہا بھائی میری بات سننا۔ چور کو سونے کے کڑوں کا واقعہ یاد تھا۔ اس لئے جب اس عورت نے آواز دی۔ تو وہ دوڑا۔ اس عورت نے پھر آواز دی۔ اور کہا میں تمہیں کچھ نہیں کہتی۔ میں تمہیں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں۔ کہ میرے ہاتھ میں پھر سونے کے کڑے ہیں اور تمہاری وہی لنگوٹی کی لنگوٹی ہے پس یہ چیزیں آتی ہیں اور بدل جاتی ہیں۔ پھر نامعلوم انسان کیوں ان چیزوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے احکام کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور بددیانتی فریب اور دھوکہ بازی میں لگ جاتا ہے۔

میں نے پچھلے کئی خطبوں میں

ربوہ والوں کو

اس طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ پہلے اپنی اصلاح کریں۔ اور پھر دوسروں کی اصلاح کریں۔ میں نہیں جانتا کہ میرے ان خطبوں کا ربوہ کے رہنے والوں پر کوئی اثر ہوا ہے یا نہیں۔ اور ان کے نتیجہ میں ربوہ والوں نے اپنی کوئی اصلاح کی ہے یا نہیں بظاہر کوئی اثر نہیں ہوا اور میرے پاس اس قسم کی کوئی رپورٹیں نہیں آئیں۔ جن سے معلوم ہو کہ میرے خطبوں کے بعد یہاں رہنے والوں کے اندر کوئی احساس پیدا ہوا ہے۔ یا کوئی تغیر پیدا ہوا ہے پس میرا اثر یہی ہے کہ میری بات اسی طرح گذر گئی ہے جیسے چکنے گھڑے پر سے پانی گذر جاتا ہے حالانکہ تم اخلاق فاضلہ کے بغیر کوئی چیز دوسرے لوگوں کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ صرف اخلاق فاضلہ ہی ایک چیز ہیں۔ جو دنیا دیکھ سکتی ہے۔ بہت سی نیکیاں ایسی ہیں۔ جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ جیسے بعض مادی چیزیں جو لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ مثلاً گرمی ہے گرمی کو جسم محسوس کرتا ہے۔ لیکن آنکھ اسے دیکھ نہیں سکتی۔ خوشبو ہے۔ اسے ناک سونگھتا ہے۔ لیکن کان اسے سن نہیں سکتے۔ آواز ہے۔ کان اسے سنتے ہیں۔ لیکن ناک اسے سونگھتا نہیں۔ ہاتھ اسے چھوتا نہیں۔ آنکھ اسے دیکھتی نہیں۔ غرض مختلف چیزیں ہیں۔ جو مختلف حواس سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح

انسانی اعمال اور عقائد

میں سے عقائد کو کوئی شخص دیکھ نہیں سکتا۔ جب اپنے عقائد کی عینک سے کسی چیز کو دیکھتا ہے تو دیکھتا ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے۔ لیکن دوسری باتوں کو جو اس کے عقائد کے خلاف ہوتی ہیں۔ وہ غلط کہہ دیتا ہے۔ مثلاً ایک یہودی کو تم کہو۔ کہ ہم سؤر نہیں کھاتے۔ تو وہ کہے گا مسلمان بڑے اچھے ہیں۔ ایک ہندو کو اگر کوئی شخص کہے۔ کہ وہ گائے کا احترام کرتا ہے۔ تو وہ کہے گا یہ بڑا اچھا آدمی ہے حالانکہ وہ اور دوسرے لوگ سؤر کے گوشت کی حقیقی حرمت کو سمجھ نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ

سؤر کا گوشت

حرام ہے۔ اس لئے ہم اسے مان لیتے ہیں۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ سینکڑوں سالوں کے بعد اب ڈاکٹروں نے یہ بات نکالی ہے۔ کہ سؤر کا گوشت کھانے کی وجہ سے انتڑیوں میں ایک قسم کا کیڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے انسانی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ یا ایک لمبے عرصہ کے

بعد ہم نے بعض اخلاقی باتیں معلوم کی ہیں۔ کہ سؤر میں بعض خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ جو لازماً گوشت کھانے والوں میں بھی سرایت کر جاتی ہیں۔ لیکن یہ دلیلیں نہیں۔ کہ انہیں ہر شخص مان لے۔ ان باتوں سے ہزاروں لاکھوں لوگ اختلاف رکھتے ہیں۔ اور انہیں محض وہم سمجھتے ہیں۔ وہی ڈاکٹر جنہوں نے بڑی تحقیقات کے بعد یہ لکھا ہے کہ سؤر کا گوشت کھانے کی وجہ سے انتڑیوں میں ایک قسم کا کیڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس سے انسانی صحت خراب ہو جاتی ہے صبح و شام سؤر کا گوشت کھاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ اس کے گوشت سے انسانی صحت خراب ہوتی ہے۔ لیکن

وہ کونسی چیز ہے

جس سے انسان کو ضرر نہیں پہنچتا۔ اگر کسی چیز سے کسی انسان کو ضرر پہنچتا ہے۔ تو کیا ہم اپنی غذا اس خیال سے چھوڑ دیں۔ شراب کو لے لو شراب کے متعلق ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن لکھنے والے خود شراب پیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو وہ وحشیوں کے متعلق لکھا تھا۔ وہ کثرت سے شراب پی لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے انہیں نقصان ہوتا ہے۔ ویسے اگر ہم شراب بالکل استعمال نہ کریں تو ہم میں طاقت باقی نہیں رہتی۔ مسلمانوں کو لے لو۔ ان کی بھی یہی حالت ہے۔ ایک لارڈ مسلمان ہؤا اور لوگوں نے اُس سے کہا۔ کہ سؤر کا گوشت اور شراب حرام ہے۔ تو وہ کہنے لگا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گرم ملک کے رہنے والے تھے۔ اس لئے آپ نے شراب اور سؤر کے گوشت کو حرام قرار دے دیا۔ اگر آپ سرد ملک کے ہوتے تو آپ خود کہتے۔ کہ شراب اور سؤر استعمال کرو۔ اب دیکھو۔ شراب اور سؤر کے خلاف دلیل خود ایک مسلمان انگریز کی سمجھ میں بھی نہیں آسکی۔ تم دنیا کے کسی کنارہ پر چلے جاؤ۔ تم جاپان میں چلے جاؤ۔ چین میں چلے جاؤ۔ یورپ میں چلے جاؤ۔ ایشیا کے تمام ممالک میں چلے جاؤ۔ عیسائیوں میں چلے جاؤ۔ ہندوؤں میں چلے جاؤ۔ بدھوں میں چلے جاؤ۔ سکھوں میں چلے جاؤ۔ اور کہو

سچ بولنا اچھا ہے

یا جھوٹ بولنا اچھا ہے۔ تو ہر ایک شخص بلا استثناء یہ کہے گا۔ کہ سچ بولنا اچھا ہے۔ تم اگر کہو کہ ظلم کرنا اچھا ہے۔ یا انصاف کرنا اچھا ہے۔ تو چاہے کوئی شخص ظالم ہو۔ یا منصف۔ وہ یہی کہے گا۔ کہ انصاف کرنا اچھا ہے۔ تم کسی ایسی مجلس میں چلے جاؤ۔ جس میں دو چار چور بھی بیٹھے ہوں اور دریافت کرو۔ کہ چوری کرنا اچھی چیز ہے یا بری۔ تو جو لوگ چور ہوں گے۔ وہ سب سے اونچی آواز میں کہیں گے۔ کہ چوری بری چیز ہے۔ اور باقی لوگ بھی اُسے بُرا کہیں گے یوں کوئی چیز انسان کو نظر آتی ہے۔ اور کوئی نہیں۔

اگر تم نظر نہ آنے والی چیزوں پر انحصار کرتے ہو۔ تو تم بے وقوف ہو۔ ہمیں لوگوں کے سامنے

نظر آنے والی چیزیں

پیش کرنی چاہئیں۔ جب وہ انہیں دیکھیں گے تو وہ ہمارے قریب آجائیں گے۔ لیکن اگر تم نظر نہ آنے والی چیزوں پر زور دو گے۔ تو گو میری سمجھ میں یہ بات نہیں آسکتی۔ کہ تم دن کو تو دودھ میں پانی ملا کر بیچو۔ اور رات کو تہجد پڑھنے لگ جاؤ۔ یا دن کے وقت تو تم انگلی مار کر گاہک کو سیر کی بجائے ۱۵ چھٹانک دیتے ہو اور رات کو تہجد پڑھتے ہو (لطیفہ یہ ہے کہ اسی خطبہ کے بعد منتظم بازار نے رپورٹ کی۔ کہ ربوہ کے کھانڈ کے ڈپو میں سیر تولنے کے لئے ترازو اسی طرح رکھا گیا تھا کہ پندرہ چھٹانک میں سیر معلوم ہو۔ گرفت پر کہا گیا کہ ہمیں گورنمنٹ سے کم وزنی کھانڈ ملتی ہے) جو شخص موٹی موٹی چیزوں کو نہیں چھوڑ سکتا اس کے متعلق خیال کر لینا کہ وہ عبادت میں خاص لذت محسوس کرتا ہے۔ یا دعاؤں میں اسے خاص توجہ پیدا ہوتی ہے۔ غلط ہے۔ لیکن فرض کرو کہ وہ عبادت میں خاص لذت بھی محسوس کرتا ہے۔ تو

تم غور کرو

کہ یہ بات بتانے کے بعد کتنے عیسائی۔ ہندو۔ یہودی اور سکھ اس سے متاثر ہوں گے۔ کتنے دہریئے اس سے متاثر ہوں گے۔ لیکن سچ بولنے۔ دیانت سے کام کرنے۔ ٹھیک تول کر دینے اور لوٹ مار نہ کرنے سے کتنے لوگ ہمارے قریب آسکتے ہیں۔ تمہارا دعائیں کرنا اور تہجد پڑھنا دوسروں کو تو کیا احمدیوں کو بھی متاثر نہیں کرتا۔ ان میں سے بعض کہیں گے یہ شخص بڑا ریاکار ہے یہ دکھاوے کے طور پر تہجد پڑھتا ہے۔ لیکن اگر کوئی سچ بولے۔ لین دین میں دھوکہ نہ کرے۔ فریب نہ کرے انصاف سے کام لے۔ تو اس کے متعلق کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس نے یہ کام محض دکھاوے کے طور پر کئے ہیں۔ تم دنیا میں لاکھوں لاکھ ایسے آدمی دیکھو گے۔ جو کسی کو نماز پڑھتا دیکھ کر یہ کہہ دیں گے۔ کہ یہ شخص محض دکھاوے کے طور پر ایسا کر رہا ہے۔ لیکن ایسا شخص ایک نہ ملے گا۔ جو ایسے شخص کو جو دیانت سے کام لے کہے کہ یہ دھوکہ سے کام لے رہا ہے کیونکہ یہ دونوں باتیں متضاد ہیں۔ اور کسی صورت میں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

میں جب خلیفہ ہؤا ہوں

اس وقت میری عمر چھوٹی تھی۔ غیر مبائع طعنے دیتے تھے۔ کہ انہوں نے ایک بچہ کو اپنا لیڈر بنا لیا ہے۔ اس وقت میری نسبت ایسا کہنا کوئی مستبعد امر نہ تھا۔ لیکن اب میری خلافت پر ۳۸ سال گذر چکے ہیں۔ اب میں کہہ سکتا ہوں۔ جیسے داؤد علیہ السلام نے کہا تھا کہ میں نے اپنی عمر میں یہ امر نہیں دیکھا۔ کہ کوئی شخص سچ بولتا ہو۔ تو دھوکہ دینے کے لئے بولتا ہو۔ وہ ٹھگی سے بچتا ہو۔ تو دھوکہ دینے کے لئے بچتا ہو۔ کیونکہ سچ دھوکہ دینے کے لئے بولا ہی نہیں جاتا۔ دھوکہ ٹھگی کرنے کیلئے کیا جاتا ہے تم ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ ایسے دیکھو گے جو کہیں گے۔ فلاں شخص نماز دھوکہ دینے کے لئے پڑھتا ہے۔ وہ لین دین میں دھوکہ کرتا ہے فریب کرتا ہے۔ ہر بات میں جھوٹ بولتا ہے۔ لیکن تم چوہڑوں اور چماروں سے بھی یہ بات نہیں سنو گے۔ کہ فلاں شخص ایمانداری کرتا ہے۔ تو دھوکہ دینے کے لئے کرتا ہے۔ فلاں شخص انصاف کرتا ہے۔ تو دھوکہ دینے کے لئے کرتا ہے۔ فلاں سچ بولتا ہے۔ تو دھوکہ دینے کے لئے بولتا ہے

جاہل سے جاہل آدمی

بلکہ ایک نیم پاگل سے بھی یہ بات نہیں سنو گے کیونکہ یہ چیز نظر آتی ہے۔ اور دوسری چیز نظر نہیں آتی پس تم اپنے اندر تغیر پیدا کرو۔ ورنہ یہ مت سمجھو۔ کہ دیکھنے والے تمہیں دیکھتے نہیں۔ اور فیصلہ کرنے والے تمہارے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کرتے۔ بیشک جس کے سامنے تم نے جانا ہے وہ تمہیں دیکھتا ہے اور اس نے تمہارے متعلق فیصلہ کرنا ہے۔ تمہیں تو اس دنیا کے اندھے۔ نیم عقل والے اور دہریئے بھی دیکھتے ہیں۔ اور جس امر کو ایک دہریہ۔ نیم پاگل اور جاہل مطلق انسان بھی دیکھتا ہو۔ اس کے متعلق تمہارا یہ خیال کر لینا کہ اسے خدا تعالےٰ نہیں دیکھتا تمہارا پاگل پن نہیں تو اور کیا ہے۔ پس تم

اپنے اندر تغیر پیدا کرو

اور دوسروں کو نظر آنے والے اعمال درست کرو۔ تا تمہارے باطنی اعمال آپ ہی آپ درست ہو جائیں اس طرح دیکھنے والے کو یہ موقعہ نہیں ملے گا۔ کہ وہ کہے کہ یہ لوگ دکھاوے سے کام لیں گے۔ تو دوسرا شخص چپ ہو جائے گا۔ کیونکہ دنیا میں کوئی پاگل سے پاگل انسان بھی ایسا نہیں۔ جو یہ کہے کہ فلاں شخص دکھاوے کی دیانتداری کرتا ہے۔ فلاں شخص سچ بولتا ہے تو دکھاوے کا سچ بولتا ہے کیونکہ سچ بولنے اور دیانتداری کو دکھاوے سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں لوگ اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ موقع پر جھوٹ بول لیتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی نہیں کہے گا۔ کہ یہ سچ بولتا ہے لیکن دکھاوے کے لئے بولتا ہے۔ ہاں یہ کہے گا۔ کہ فلاں شخص دو تین پیسے کے لئے بے ایمانی نہیں کرتا ہاں ہزار روپیہ کے لئے بے ایمانی کر لیتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہے گا۔ کہ فلاں

دیانتداری سے کام

لیتا ہے۔ تو دھوکہ دینے کے لئے ایسا کرتا ہے پس تم اپنے ان اعمال کی درستی کرو۔ جو دوسروں کو نظر آتے ہیں۔ تا ان اعمال کی درستی ہو جائے۔ جو نظر نہیں آتے۔ تا تم اس ذات کے ساتھ صلح کر لو۔ جو تمہارے ظاہر و باطن کو دیکھتی ہے۔

خطبہ ثانیہ میں فرمایا۔

نماز جمعہ کے بعد میں بعض جنازے پڑھاؤں گا۔ (۱) ایس کے داؤد صاحب ۱۹۳۳ء میں بیعت کی تھی۔ مخلص احمدی تھے۔ ۲۱ر جنوری ۱۹۵۲ء کو فوت ہوئے۔ (۲) عبدالمجید صاحب جو عبدالرشید صاحب تبسم ایم۔ اے کے چچا تھے۔ فوت ہو گئے ہیں پرانے احمدی تھے۔ ان کے بہت سے بھائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ابتدائی ایمان لانے والے تھے۔ منشی عبدالعزیز صاحب بھی اسی خاندان میں سے تھے۔ (۳) فاطمہ بی بی صاحبہ جو مولوی قلیل الدین احمد صاحب پلیڈر بہار۔ اڑیسہ کی چچی تھیں۔ فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اور تحریک جدید میں حصہ لیتی آرہی تھیں جنازہ صرف چار احمدیوں نے پڑھا۔ (۴) چوہدری علی محمد صاحب کچھ عرصہ بیمار رہ کر فوت ہو گئے ہیں۔ مرحوم نے ۱۹۲۶ء میں بیعت کی تھی۔ کوٹلہ گوجراں متصل کامونکی کے رہنے والے تھے۔ مخلص احمدی اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ تہجد گذار بھی تھے۔ چک ۲۴۴ نزد دیپالپور میں وفات پائی۔ جنازہ میں دو تین آدمی شریک ہوئے۔ (۵) سید قمر الحق صاحب دفتر وصیت ربوہ کی بڑی ہمشیرہ اپنے مکان کے تالاب میں ڈوب کر فوت ہو گئیں۔ نزدیک کوئی جماعت نہیں تھی۔ صرف گھر کے چند افراد تھے جنازہ پڑھا۔ (۶) عبدالعزیز صاحب دفتر محاسب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اُن کے چھوٹے بھائی عبدالحکیم صاحب اپنے گاؤں چاہ اسرا تحصیل لودھراں ضلع ملتان میں فوت ہو گئے ہیں نزدیک کی جماعتوں سے احمدی دوست جنازہ میں شریک نہ ہو سکے صرف میں نے اکیلے جنازہ پڑھا۔ (۷) نصیر الحق صاحب جو ہمارے مختار شیخ نور احمد صاحب مرحوم کے نواسے تھے۔ حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے کراچی میں فوت ہو گئے ہیں۔ (۸) چوہدری باغ دین صاحب چک ۸۶ گ۔ ب ضلع لائلپور میں فوت ہو گئے۔ یہ۔ صرف چار آدمی جنازہ میں شریک ہوئے۔ (۹) سید محمد شاہ صاحب بنڈی کا پیری ضلع شیخوپورہ میں فوت ہو گئے ہیں مخلص احمدی تھے۔ جنازہ میں زیادہ احمدی شامل نہ ہو سکے (۱۰) حافظ عبدالرحمن صاحب چک ۲۵ میں غریب الوطنی کی حالت میں فوت ہو گئے۔ جنازہ میں بہت کم لوگ شامل ہوئے۔ (۱۱) حافظ عبدالعزیز صاحب نون جلال پور کی گاڑی کے حادثہ میں فوت ہو گئے ہیں جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہوئے۔ (۱۲) [illegible]

افکار و آراء

پاکستان کے ہنگامے

رسالہ "تہذیب" پٹنہ ماہ اپریل ۱۹۵۳ء نے پاکستان کے ہنگامے" کے عنوان سے جو نوٹ لکھا ہے۔ اس کا کچھ ضروری حصہ ذیل میں پیش ہے (ایڈیٹر)

"فرقہ پرست سیاسیین کے دعویٰ کے مطابق ہونا تو یہی چاہیئے تھا کہ کم سے کم پاکستان میں سارے مسلمان چین اور امن کے ساتھ رہتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا نااہلوں کی قیادت میں پاکستان میں ہر روز اس قسم کی باتیں ہونے لگیں، جو عملی طور پر اسلام کی تعلیمات کی توہین ہے۔ اور باتوں کے ذکر کا یہ موقع نہیں۔ ہم صرف مسلمانوں کے باہمی تعلقات پر ہی نظر ڈالتے ہیں۔ تو حالات صد درجہ خراب نظر آتے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلے تو کوشش یہ کی گئی کہ ہندوستان سے مسلمان "ہجرت" کر کے زیادہ تعداد میں نہ آنے پائیں۔ اور جو مسلمان ہندوستان سے وہاں پہنچ گئے تو اُن کے ساتھ نہایت ناگوار سلوک ہونے لگا پاکستان بننے کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد پاکستانی مسلمان اور غیر پاکستانی مسلمان کا سوال اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور آپس کی رقابتوں نے ہندوستان سے "ہجرت" کر کے جانے والوں کی آنکھیں کھول دیں۔ اور ایک تک ان میں سے بہت بڑی تعداد پاکستان کی پیٹھ پر ناگوار بوجھ بنی ہوئی ہے۔ اور تو اور خود پاکستان کے سابق وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم بھی ایک با اثر حلقے کا تو خیال یہاں تک ہے کہ اُن کی موت میں بھی اس جذبے کو بہت زیادہ دخل ہے۔ ایک تو وہ خود باہر سے جانے والوں میں سے تھے۔ اور دوسرے باہر سے جانے والوں کی حمایت کیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ پاکستان کے اندر صوبائی تعصبیت اور باہمی رقابت بھی بڑھ رہی تھی۔ جو لیاقت علی خاں کی موت اور خواجہ ناظم الدین کے برسر اقتدار آنے کے بعد بہت زیادہ اُبھر گئی۔ سندھی، سرحدی، پنجابی اور بنگالی کا سوال اپنی ساری بے ہودگیوں کے ساتھ سامنے ہے۔ چنانچہ مشرقی بنگال میں اُردو کے خلاف جو ہنگامے کا بھی یہی راز ہے۔ مشرقی پاکستان کے لوگوں کو اُردو کے مخالفت نہیں۔ وہ اسے قومی زبان تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن انہیں خطرہ ہے۔ کہ آئندہ بنگالیوں کے اردو نہ جاننے کا بہانہ تراش کر اُن کے حقوق پامال کئے جائیں گے۔ انہیں مرکز میں کوئی اونچی جگہ نہیں مل سکے گی۔ اور یہ حقیقت بھی ہے۔ کہ بنگالی کے علاوہ پاکستان کے دوسرے صوبوں میں اُردو مقبول ہے۔ اگر مجبوری در در میں مرکز میں بنگالی کو بھی جگہ نہیں ملی۔ تو نتیجہ معلوم۔ مرکز کی بڑی بڑی ملازمتوں میں صرف وہی آسکیں گے۔ جو اُردو جانتے ہوں۔ مشرقی بنگال سے بھی وہی لوگ لئے جاسکیں گے۔ جو ہندوستان سے جا کر مشرقی پاکستان میں آباد ہوگئے ہیں۔ اور بنگالیوں کا یہ خوف بے بنیاد بھی نہیں ہے۔ مغربی پاکستان میں مذہب کے نام پر قادیانیوں کے خلاف جو ہنگامے ہوئے ہیں وہ در اصل اندرونی رقابتوں کا نتیجہ ہیں۔ پاکستان کے ہوشیار سیاسیین کو یہ نسخہ معلوم ہے کہ مسلمان مذہب کے نام پر بہت جلد اُبھرتا ہے۔ وہ اس نسخے کو پاکستان کے مطالبے سے لے کر کشمیر پر حملہ اور نہری پانی کے جھگڑے تک آزما چکے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے قادیانیوں کی آڑ لے کر ناظم الدین حکومت کے خلاف طاقت آزمائی شروع کر دی ہے۔

ناظم الدین حکومت کے خلاف اگر مغربی پاکستان کے سیاسیین اسیاسی بنیادوں پر تحریک چلاتے تو یقین تھا کہ پاکستان کے باہر بھی سنجیدہ طبقہ تحریک چلانے والوں کے ساتھ ہمدردی کرتا۔ لیکن مذہب کے نام پر کم تعداد قادیانیوں پر پنجاب کے مسلمانوں نے جو شرمناک مظالم کئے ہیں۔ ہر مہذب انسان اس پر نفرت کا اظہار کرنے پر مجبور رہے۔ پنجاب کے مسلمانوں نے قادیانیوں پر مظالم ڈھائے ہیں۔ اُنہوں نے چھ سال کے بعد پنجاب کے ہنگاموں کی یاد تازہ کر دی۔ اور ساری دنیا پھر ایک بار چونک کر رہ گئی پاکستانیوں نے مذہب کے نام پر جو انسانیت سوز مظالم کئے ہیں۔ وہ اسلامی تعلیم کی تردید ہیں۔ لیکن اس کی ذمہ داری عام جاہل مسلمانوں سے زیادہ وہاں کے سیاسی راہ نماؤں پر ہے۔ جو سب کچھ سمجھ بوجھ کر کر رہے ہیں۔ اگر وہ نہیں سنبھلے تو اس کا سارا خمیازہ سارے پاکستان کو بھگتنا پڑے گا۔ اگر قادیانیوں کو پنجاب سرحد اور سندھ کے مسلمان مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور انہیں مذہبی اقلیت قرار دینا چاہتے ہیں۔ تو اُن کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ اور خاص کر ایسی حالت میں جب پاکستان کو اسلامی ریاست کہا جاتا ہے ---- کیا اسلام کی یہی تعلیم ہے کہ کمزوروں کو قتل کیا جائے۔ ان کے گھروں کو آگ لگائی جائے۔ ان کی بہو بیٹیوں کا اغوا کیا جائے۔

سارے ہنگاموں کے پس پردہ حقیقت آتی ہے۔ مغربی پاکستان کے لوگ مشرقی پاکستان والوں کو اُن کا حق دینا نہیں چاہتے۔ پاکستان بن جانے کے بعد مغربی پاکستانیوں کی ایک ٹولی خود کو افضل اور اشرف سمجھتی ہے۔ لیکن پاکستان کے عام حالات ان کے ارادوں میں رکاوٹ کا سبب ہیں۔ یہ بات ایسے لوگوں کے ارادوں کو ناکام بنانے کا سبب ہے۔ کہ پورے پاکستان میں اکیلے مشرقی پاکستان کی آبادی چھپن فی صدی ہے۔ اور مغربی پاکستان میں سرحد، سندھ، بلوچستان اور پنجاب کی کل آبادی مل کر چوالیس فی صد ہے۔ اور پاکستان کے مجوزہ دستور کے مسودے میں بنگالیوں کے لئے پچاس فی صد کا حق تسلیم کیا گیا ہے۔ اور آبادی کے لحاظ سے اسی طرح دوسرے صوبوں کا۔ ایسی حالت میں مغربی پاکستان کے ایک طبقے کو خوف ہے۔ کہ اگر یہ مسودہ منظور کر لیا گیا۔ تو پاکستان پر ہمیشہ ہمیشہ بنگالیوں کا اقتدار رہے گا۔ چنانچہ مغربی پاکستان کے ایک طبقہ نے مطالبہ کیا ہے کہ مجلس قانون ساز میں آبادی کے لحاظ سے نشستیں مقرر کی جائیں۔ بلکہ صوبوں پر تقسیم کی جائیں۔ تاکہ مشرقی پاکستان کی اکثریت ختم ہو جائے لیکن خواجہ ناظم الدین نے اس تجویز کو منظور نہیں کیا ان کا کہنا ہے۔ کہ بنگالی اکثریت میں ہونے کی وجہ سے چھ فی صد پہلے ہی دوسروں کو دے چکا ہے۔ چھپن فی صد ہونے پر بھی پچاس فی صد پر قانع ہے۔ لیکن پنجاب کے سیاسیین کو یہ پسند نہیں۔ انہیں پاکستان میں بنگالیوں کا اقتدار کسی حال میں بھی گوارا نہیں۔ اور اب ناظم الدین حکومت کے خلاف ہنگامے پھیلا رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اگر ناظم الدین کے ہاتھ سے طاقت چھن سکے۔ تو بنگالیوں کے اقتدار سے بچنے کی راہیں نکل سکتی ہیں۔

اخبار بدر

احباب اپنے محبوب اخبار بدر کی جو قادیان سے صدہا مشکلات سے گذر رہا ہے۔ اشاعت۔ ترقی اور توسیع کے لئے درمے۔ دامے۔ قلمے امداد فرما کر مشکور فرما دیں ہندوستان میں یہ سلسلہ حقہ کا واحد آرگن اور آواز ہے۔ ہر گھر میں اور ہر تعلیم یافتہ احمدی کے ہاتھ میں اس کا ہر ہفتہ پہنچنا ضروری ہے۔

اس میں حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے تازہ بتازہ خطبات کے علاوہ نہایت قیمتی مضامین سلسلہ کے نقطۂ نگاہ سے شائع ہوتے ہیں۔

اظہار تعزیت

سیٹھ محمد صدیق صاحب احمدی کلکتہ کے لڑکے حافظ محمد بشیر صاحب بچپن سے ہی بیمار رہتے آرہے تھے ۔ ہم ارجون کو اپنے مولا حقیقی کو جا ملے۔ حافظ محمد بشیر صاحب نہایت مخلص نوجوان اور احمدیت سے محبت رکھتے تھے۔ آپ کو تبلیغ کا نہایت شوق تھا۔ بیماری کی وجہ سے اور آنکھوں کی معذوری کی وجہ سے آپ کوئی مروجہ تعلیم تو حاصل نہ کر سکے۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے آپ نے قرآن شریف حفظ کر لیا تھا رمضان شریف میں مسجد احمدیہ میں قرآن شریف نماز تراویح میں سنایا کرتے تھے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہوگی۔ آپ بچے ہی تھے کہ آپ کی والدہ مکرمہ فوت ہو چکی تھیں۔

اللہ تعالےٰ آپ کے درجات بلند فرماوے۔ بہشت بریں میں جگہ بخشے۔

شیخ محمد یعقوب صاحب جہلمی درویش قادیان

بقیہ خطبہ صفحہ نمبر ۳

(۱۳) آنیسر سلیم الدین صاحب ... احمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ... ہوائی جہاز کے حادثہ میں فوت ہو گئے ہیں۔ مرحوم موصی بھی تھے اور خاندان احمدی ... بہت کم لوگ شریک ہوئے (۱۳) علی محمد صاحب ... صاحب پریذیڈنٹ جماعت ... سندھ کے بیٹے تھے۔ ریل گاڑی کے حادثہ میں فوت ہو گئے ہیں۔ (۱۴) سید محمد ... صاحب ... کی لڑکی فوت ہو گئی ہیں۔ جنازہ میں بہت کم لوگ شامل ہوئے۔

۱۵۔ مرزا اکبر الدین احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابی تھے۔ اور لکھنؤ کے رہنے والے تھے لکھنؤ میں فوت ہو گئے ہیں۔

(۱۶) محمد مشتاق احمد صاحب ہاشمی ٹریکٹر کے حادثہ میں فوت ہو گئے ہیں۔ مرحوم نوجوان تھے تجہیز و تکفین پر کوئی بھائی نہ پہنچ سکا۔ نماز جمعہ کے بعد ان سب کا جنازہ پڑھاؤں گا۔

نتیجہ امتحان رسالہ الوصیت

جماعت کے افراد کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم اور مسائل کی آگاہ رکھنے اور مطالعہ کا شوق پیدا کرنے نیز ازدیاد علم کی غرض سے نظارت تعلیم و تربیت کے زیر انتظام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب یا بزرگان سلسلہ کی کتب کا امتحان لیا جاتا ہے۔ اس مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب "رسالہ الوصیت" کا امتحان لیا گیا۔ جس میں کل ۱۱۵ افراد نے شرکت کی اور ۹۶ افراد نے کامیابی حاصل کی۔ نتیجہ قریباً ۸۵ فی صدی رہا۔

اس امتحان میں محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ اور مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب واقف زندگی کلرک نظارت امور عامہ برابر یعنی ۸۲ نمبر لے کر اول رہے۔ اور محترمہ صالحہ بیگم صاحبہ بنت مکرم ملک محمد اسمٰعیل صاحب پٹنہ ۷۵ نمبر لے کر دوم رہیں۔ اور مکرم جی۔ ایم عنایت اللہ صاحب بنگلور سٹی ۴۷ نمبر حاصل کر کے سوم رہے۔

نظارت ہذا اول و دوم و سوم رہنے والوں کو نیز دیگر تمام کامیابی حاصل کرنے والوں کو مبارکباد دیتی ہے۔ اور وہ جو اس مرتبہ مکمل تیاری نہ کر سکنے کی وجہ سے کامیاب نہیں ہو سکے ان سے توقع رکھتی ہے کہ وہ آئندہ امتحان کے لئے جس کی تاریخ اور کتاب کا اعلان عنقریب ہو جائے گا بروقت تیاری کریں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام افراد جماعت کو سلسلہ کی تعلیم سے واقفیت حاصل کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

کامیاب ہونے والے ناموں کی فہرست سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائی جا رہی ہے۔ کامیاب ہونے والوں کی سندات جلد ان کی خدمت میں بھجوادی جائیں گی۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

نمبر شمار	نام	مقام	حاصل کردہ نمبر
۱	مکرم ناصر احمد صاحب کلرک بیت المال	قادیان	۷۵/۱۰۰
۲	،، محمود احمد صاحب پشاوری کلرک دفتر امور عامہ	،،	۳۸
۳	،، عبد الرشید صاحب نیاز کلرک دفتر جائیداد	،،	۳۶
۴	،، شیخ مسعود احمد صاحب کلرک بیت المال	،،	۶۵
۵	،، مولوی عبد المجید صاحب کلرک دفتر بیت المال	،،	۵۴
۶	،، محمود احمد صاحب مبشر کلرک دعوۃ و تبلیغ	،،	۴۹
۷	،، مولوی خورشید احمد صاحب متعلم جامعۃ المبشرین	،،	۴۷
۸	،، سید ظفیر احمد صاحب نائب ناظر اعلیٰ	،،	۳۴
۹	،، بشیر احمد صاحب نائب ناظم آبادی کلرک نظارت علیا	،،	۳۸
۱۰	،، بھائی عبد الرحیم صاحب دیانت فیکٹری	،،	۳۶
۱۱	،، منشی قمر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام	،،	۴۵
۱۲	،، سید حسین احمد صاحب ولد مکرم فضیل احمد صاحب مونگھیری	،،	۵۵
۱۳	مکرم مولوی محمد حمید اللہ صاحب انچارج تحریک جدید	،،	۷۱
۱۴	مکرم حافظ جمیل احمد صاحب متعلم مدرسہ تعلیم الاسلام	قادیان	۶۱
۱۵	مکرم شریف احمد صاحب شاہجہانپوری کلرک دعوۃ و تبلیغ	،،	۴۶
۱۶	مکرم مولوی عمر علی صاحب بنگالی متعلم جامعۃ المبشرین	،،	۶۸
۱۷	مکرم بھائی الہ دین صاحب شاہدروی انچارج دفتر زائرین	،،	۵۵
۱۸	مکرم مرزا محمد اسحٰق صاحب انچارج احمدیہ لائبریری	،،	۵۴
۱۹	مکرم چوہدری عبد الحق صاحب کلرک نظارت امور عامہ	،،	۳۳
۲۰	مکرم چوہدری غلام رسول صاحب ہیڈ کلرک نظارت امور عامہ	،،	۴۲
۲۱	مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب کلرک نظارت امور عامہ	،،	۸۲ اول
۲۲	مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی معاون ناظر امور عامہ	،،	۶۶
۲۳	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب ناصر متعلم جامعۃ المبشرین گورنمنٹ کلاس	،،	۶۶
۲۴	مکرم قریشی اقبال احمد صاحب محرر نظارت بیت المال	،،	۳۶
۲۵	مکرمہ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب صدر لجنہ اماء اللہ	قادیان	۵۶
۲۶	مکرمہ محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم حضرت صاحبزادہ میاں وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جنرل سکرٹری لجنہ اماء اللہ	،،	۸۲ اول
۲۷	مکرمہ محترمہ زینت آرا بیگم صاحبہ بنت مکرم حکیم خلیل احمد صاحب سکرٹری تعلیم و تربیت لجنہ اماء اللہ	،،	۶۴
۲۸	مکرمہ محترمہ امۃ المجیب صاحبہ بنت مکرم مرزا برکت علی صاحب	،،	۳۴
۲۹	مکرمہ محترمہ امۃ الکریم صاحبہ بنت مکرم مرزا برکت علی صاحب	،،	۳۸
۳۰	K. K. Umar sahib Bombay	بمبئی	۴۸
۳۱	P. Abdul Hamid sahib	،،	۶۵
۳۲	مکرمہ محترمہ نجمہ صاحبہ بنت محبوب حسن صاحب وکیل	[illegible]	۳۳
۳۳	مکرمہ محترمہ سہیلہ صاحبہ بنت محبوب حسن صاحب وکیل	،،	۵۷
۳۴	مکرم شریف احمد صاحب ابن ملک بشیر احمد صاحب	آراہ	۶۷
۳۵	مکرم ظریف احمد صاحب ابن ملک بشیر احمد صاحب	،،	۶۵
۳۶	مکرمہ عظیمہ خاتون صاحبہ بنت ملک بشیر احمد صاحب	،،	۳۷
۳۷	مکرمہ صالحہ بیگم صاحبہ بنت ملک محمد اسمٰعیل صاحب	پٹنہ	۷۵ دوم
۳۸	مکرم عبد الرزاق صاحب ولد جعفر صاحب پریذیڈنٹ جماعت	دہلی	۴۲
۳۹	مکرم حمید الدین صاحب ولد بھان علی صاحب سکرٹری مال	،،	۴۰ زبانی امتحان لیا گیا
۴۰	مکرم حضرت صاحب ولد منشی اسلم صاحب جنرل سکرٹری جماعت	دہلی	۵۶
۴۱	شیخ عبد النبی صاحب ولد حسین صاحب پردہ والے سکرٹری تبلیغ	،،	۴۹
۴۲	شیخ محبوب صاحب ولد حسین صاحب پردہ والے	،،	۳۴
۴۳	مکرم حکیم عبد الرحمٰن صاحب ولد حکیم عبد الرسول صاحب	،،	۳۵
۴۴	مکرم مخدوم حسین صاحب ولد دلاور خان صاحب دیہاتی مبلغ		۵۵
۴۵	مکرم بی۔ ایم شبیر احمد صاحب	بنگلور سٹی	۵۲
۴۶	،، جی۔ ایم عنایت اللہ صاحب	،،	۴۷ سوم
۴۷	محمد صبغۃ اللہ صاحب	،،	۳۴
۴۸	محمد شفیع اللہ صاحب	،،	۵۸
۴۹	مکرمہ راشدہ بیگم صاحبہ	،،	۵۲
۵۰	،، سعیدہ بیگم صاحبہ	،،	۳۶
۵۱	،، اختر بیگم صاحبہ	،،	۴۶
۵۲	،، امیزہ بیگم صاحبہ	،،	۴۰
۵۳	مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ	،،	۴۴
۵۴	،، سلیمہ بیگم صاحبہ	،،	۴۷
۵۵	مولوی عبد الرحمان صاحب خان دیہاتی مبلغ	کلکتہ	۳۸
۵۶	خورشید حسن صاحب	،،	۳۹
۵۷	سید بدر الدین احمد صاحب سکرٹری امور عامہ	،،	۳۸
۵۸	محمد احمد صاحب غوری حیدر آبادی	،،	۵۷
۵۹	مکرم محمد اسلام صاحب اسلم بہاری	،،	۴۱
۶۰	،، عبد الرحیم صاحب بہاری	،،	۵۷
۶۱	،، مقصود احمد صاحب بہاری	،،	۳۳
۶۲	،، محمود احمد صاحب سلیم	،،	۳۷
۶۳	،، محمد شہاب الدین صاحب ثاقب سکرٹری مال	،،	۶۰
۶۴	مکرم خواجہ معین الدین صاحب آف کرنول حال بنگلور	[illegible]	۷۱
۶۵	مکرم محمد عبد الرزاق صاحب ولد محمد حسین صاحب درکوری	،،	۶۲
۶۶	مکرم محمد عبد اللطیف احمد صاحب	،،	۳۶
۶۷	،، محمد بشیر الدین صاحب ولد محمد معین الدین صاحب	،،	۴۸
۶۸	،، محمد عبد الصمد صاحب عرف شیخ باسے صاحب	،،	۴۵
۶۹	،، محمد کریم الدین صاحب معلم مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان	قادیان	۷۰
۷۰	،، محمد عبد الغنی صاحب	[illegible]	۶۵
۷۱	،، محمد اکبر صاحب ولد گوہر علی صاحب	،،	۴۱
۷۲	مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ	،،	۳۹
۷۳	،، محمودہ بیگم صاحبہ	،،	۳۳
۷۴	مکرم سی۔ پی علی کوئی صاحب ولد محی الدین صاحب کوئی	پینگاڈی	۵۴
۷۵	،، سی۔ ایچ عبد القادر صاحب ولد محمد صاحب	،،	۵۸
۷۶	،، اے سلیمان صاحب ولد مکرم علی کنجی صاحب	،،	۴۱
۷۷	،، عبد الغفار صاحب گنہائی ولد عبد العلی صاحب گنہائی دیہاتی مبلغ	رشی نگر	۳۶

(بقیہ صفحہ ۱۳ کالم نمبر ۱ ملاحظہ ہو)

خلافت ثانیہ کی صداقت وعظمت

"یہ عجیب توارد ہے" (المصلح الموعود)

مندرجہ ذیل دلچسپ مضمون حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کا تحریر کردہ ہے۔ جو ۸ر جولائی ۱۹۵۳ء کو مسجد مبارک قادیان میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے بعد نماز عشاء میری صدارت میں پڑھ کر سنایا۔

اس تقریب کی غرض حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے دعا کی تحریک کرنا بھی تھی۔ جو اب بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اور جن کے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے اپنے تازہ مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:۔

"حضرت مولوی غلام رسول صاحب آجکل ربوہ میں ہی رہتے ہیں . . . . . اب وہ کافی کمزور ہو چکے ہیں۔ گو ہمت خدا کے فضل سے اب بھی جوان ہے۔ لیکن انہیں کچھ عرصہ سے بعض خوابوں کی بناء پر یہ خیال ہو گیا ہے۔ کہ ان کی وفات قریب ہے۔ اس کے متعلق انہوں نے حال ہی میں پھر ایک رویا دیکھا ہے۔ کہ ان کے موجودہ رہائشی مکان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نعش رکھی ہے . . . . اس لئے مولوی صاحب ایک متوکل اور راضی بقضاء انسان کے طور پر سفر آخرت کے لئے تیار معلوم ہوتے ہیں . . . . لہذا یہ خط اس لئے لکھ رہا ہوں۔ کہ آپ خود بھی ان کے لئے دعا کریں۔ اور دوسرے مخلص دوستوں سے بھی تحریک کریں۔ مولوی صاحب کا وجود جماعت کے لئے بہت مبارک ہے"۔ **خاکسار عبد الرحمٰن** امیر جماعت احمدیہ قادیان

پرانی بات اور آج سے پچیس برس پہلے کا واقعہ ہے۔ کہ قادیان کے ایک چھوٹے سے بالاخانے میں ایک بالکل مختصر سی مجلس چار پانچ یا چھ نفوس پر مشتمل لگ رہی تھی۔ خاموشی سے سناٹا اور سکوت سے ہُو کا عالم تھا۔ سادگی کے باوجود رعب۔ مساوات کے باوجود وقار اور خاکساری و تواضع کے باوجود عظمت و شوکت اور محبت و عقیدت کے باوجود ادب و احترام کے جذبات نمایاں تھے۔ دنیوی جاہ و جلال اور ترتیب و امتیاز سے خالی خالص پرانی روحانی مجالس کی یاد دلا رہی تھی۔ اور اس میں اتنا روحانی انتشار تھا۔ ایسی زور دار لہریں دوڑ رہی تھیں۔ کہ افراد سے گذر کر در و دیوار اور چھت تک گویا متاثر اور معمول بن کر خود بخود ذکر الٰہی اور تسبیح و تحمید میں مصروف۔ استغفار اور تعوّذ اور درود میں مشغول ہو رہے تھے مجلس کا سرتاج۔ رونق اور روح رواں۔ انجمن کا دولہا۔ زینت اور سالار کارواں

"خدا کا محمود۔ موعود اور بشیر"

حسن و احسان میں خدا کے مسیح کا نظیر تھا۔ وہی جو جسم کا کمزور و نحیف۔ مگر نیت کا نیک۔ ارادہ کا پختہ ظاہر و باطن کا نظیف۔ شریف ابن شریف ابن شریف انسان جسے دنیا والے نادان بچہ اور ناتجربہ کار کے نام سے پکارتے اور حقارت سے یاد کرتے تھے۔

ایک پچیس سالہ نوجوان۔ جس کو خدا نے اپنی موہبت سے نوازا۔ حکمتوں اور مصلحتوں سے چنا۔ قضاء و قدر سے کھڑا کیا۔ اور بغیر اس کی خواہش، آرزو یا کوشش کے

خلعتِ خلافت اور ردائے نیابت

سے سرفراز فرمایا۔ **وہی** نوجوان ہماری اس مختصر سی جماعت کا سردار، امیر اور قائد اعظم تھا۔ خلافت ثانیہ کے قیام کے ابتدائی ایام کا ذکر ہے۔ جبکہ منکرانِ خلافت دور و نزدیک کی جماعتوں میں کثرت سے اپنا لٹریچر خفیہ و علانیہ تقسیم کرا چکے۔ اور اپنے تیار کردہ ہمخیال لوگوں کے ذریعہ سے اپنے خیالات کی تبلیغ و تشہیر اور مخالفانہ سرگرمیوں میں مصروف افواجِ یزید کی مانند جگر گوشۂ رسول اور حسین احمدیت پر بے پناہ حملے کر رہے تھے۔

کشتیٔ نوح

ان کے بغض و عناد کے تیروں کا نشانہ بن رہی تھی۔ خدا کے مسیح کی تیار کردہ جماعت میں اختلاف و شقاق اور پھوٹ ڈال کر نہایت بے دردی سے اس کے ٹکڑے کئے جا رہے تھے۔ اور اس

حبیب الٰہی اور عصابۃ اللہ

کا بعینہٖ وہی نقشہ۔ وہی حال بن چکا تھا۔ اور بالکل وہی صورت سیدنا امیر المومنین کو پیش آ گئی تھی۔ جو سید الکونین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ روحی کی وفات حسرت آیات کے بعد سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آئی تھی۔ اور بالکل اسی طرح اسی رنگ میں سیدنا خلافت مآب اس وباء کے علاج زہر کے تریاق اور مرض کے استیصال اس ضلال و الحاد اور بغاوت و فساد کی بیخ کنی کے لئے ساعی اور جماعت کی اصلاح اور استحکام اتحاد کے واسطے کوشاں اور سرگرم عمل تھے چیدہ چیدہ علماء ربانی۔ فدایانِ اسلام۔ آسمانی وحی سے سرفراز۔ رجال اور مجاہدین کو حضور پُرنور سیدنا فضل عمرؓ نے علم لدنّی کے زیور سے آراستہ اور غائبانہ دعاؤں سے مؤید فرما کر اکناف عالم میں مسموم ہواؤں اور روحانی بلاؤں کا تریاق دیکر خلقِ خدا کی حفاظت خدمت اور ہدایت کے لئے بھیج چکے تھے۔ ہمیشہ کی طرح ملائکہ اور ان کے افواج میں ہر جگہ ایک روحانی جنگ لڑی جا رہی تھی۔ راہ ہدایت سے بھولے بھٹکے اور صداقت و راستی کے بھوکے پیاسے ایک ایک کر کے اپنے روحانی مرکز یعنی دستِ خلافت پر جمع ہوتے اور چشمۂ نور سے منور اور آبحیات سے سیراب ہو رہے تھے۔ خدا کا یہ **اولوالعزم** تخت گاہ رسول میں بیٹھا کمان کر رہا تھا۔ نقشہ جنگ کی اطلاعات پا کر۔ رپورٹیں پڑھ کر دعائیں کرتا۔ اور ہدایات جاری کر رہا تھا۔ ان ایام میں بھی آپ کا معمول تھا آج کی ڈاک میرے آقا کے حضور پیش ہو چکی تھی۔ جسے حضور اپنے ہاتھوں کھولتے۔ بغور ملاحظہ فرماتے۔ اور کچھ نوٹ کر کے رکھتے جا رہے تھے۔ میں بھی ایک کونہ میں بیٹھا ایک کاغذ پر اپنی رات کی سرگذشت حضرت کے حضور پیش کرنے کو لکھ رہا تھا میرے پہلو میں میرے محسن بزرگ اور بے ریا الٰہی دوست حضرت عرفانی کبیر تشریف فرما تھے سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاک میں سے ایک خط پڑھا۔ بزرگ عرفانی صاحب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور وہ خط اُن کو دیدیا اُنہوں نے بصد شوق لیا۔ بصد ادب اس کی تہ کھولی۔ اور پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ وہ خط پڑھ کر انہوں نے بے ساختہ میرے پرچہ کا غذ پر ہاتھ مارا۔ اور اس طرح جھپٹ کر لیا۔ جیسے کوئی باز اپنے شکار کو۔ میں اس اچانک واقعہ سے کچھ ایسا حیران اور ششدر ہوا۔ اس معمہ کو سمجھ نہ سکا۔ ہوش تو مجھے آ گئی۔ کہ میں نے اپنا کاغذ حضرت کے ہاتھ میں اور حضور کو اسے پڑھتے دیکھ لیا۔ مگر معمہ یہ اب بھی حل نہ ہو سکا۔

مکرمی مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ایک صوفی منش جید عالم ہیں۔ روحانیت کی اُن کو تلاش اور معارف کی جستجو رہتی ہے۔ اور وہ رموزِ شریعت اور طریقت کے پانے اور حصول کے لئے علم و عرفان کے سمندروں کی غواصی کے مشتاق و مشتاق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے الہام و کلام کا تعلق اور وہ خدا کے لئے ہر قربانی کو کمربستہ رہتے ہیں۔ خلافتِ ثانیہ کے ابتدائی ایام میں جبکہ کشتیٔ جماعت مشکلات کے گرداب اور اختلافات کے بھنور میں بڑی ہچکیلے کھاتی اور ڈگمگاتی تھی۔ نئے **نوجوان ناخدا** کو خدا نے اس کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ انہی ایام میں مولانا موصوف بھی اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی طرح اپنے آقا و امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلے ہوئے تھے۔ جس خط کا میں نے ذکر کیا ہے۔ وہ خط انہی بزرگوار یعنی مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا تھا۔ اس میں کیا لکھا تھا؟ اور تفاصیل کا تو مجھے علم نہیں مگر اس قدر مجھے اس مجلس میں معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اُن کو دوران تبلیغ احمدیت سلسلہ کی بجا آوری ہی میں الہام الٰہی اور کلام یزدانی کے ذریعہ سیدنا خلافت مآب حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صداقت۔ شانِ عالی اور مقام بلند کا علم دیا گیا۔ اور وہ الہام ربانی

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ

تھا۔ جس کے مشار الیہ اور مصداق ہمارے آقا و مقتدا سیدنا فضل عمر۔ فخر رسل۔ اولوالعزم۔ مظہر الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء ہیں۔

یہ خلاصہ ہے تشریح و تفصیل ملہم و ملہم کے سوا دوسرا کوئی لکھ نہیں سکتا۔ یہ خط بذریعہ ڈاک قادیان سے دُور باہر کسی مقام سے آیا تھا۔ سربمہر تھا۔ ڈاک حضرت کے سوا کسی نے کھولی تھی نہ کسی کو مضمون خط کا کوئی علم تھا۔

میرا پرچۂ کاغذ میرے محترم حضرت عرفانی صاحب نے کیوں اچانک اچک کر حضرت کے پیش کر دیا؟ یہ وہ معمہ ہے جو میری سمجھ میں نہ آیا تھا۔ حضور نے اس پر فرمایا

"یہ عجیب توارد ہے"

بعد میں مخدومی شیخ صاحب عرفانی نے خود ہی مجھے بتایا۔ کہ تم جو لکھ رہے تھے۔ میں اُسے پڑھتا رہا تھا حضرت نے جو خط مجھے دیا۔ اس کا اور تمہارے پرچہ کا مضمون چونکہ واحد تھا میں نے اس

توارد کو الٰہی تصرف

سمجھ کر تمہارا پرچہ بھی حضرت کے حضور پیش کر دیا"۔

مجھے پہلے ایک نظارہ میں جماعت کی موجودہ کیفیت و حالت و تفرق و تشتت کا نقشہ دکھایا گیا۔ جس کی صورت یہ تھی۔ کہ شفاف پانی اور آب مقطر کے بھی کہیں کہیں قطعات موجود ہیں۔ مگر خشکی کے بڑے بڑے قطعات نے پہلے قطعات آب کو ایک دوسرے سے جدا کر رکھا ہے۔ خشکی نیا

غالباً وسیع تھی۔ بعینہٖ ایسی صورت تھی۔ جیسے کسی وسیع میدان میں کہیں کہیں آب باراں کی چھوٹی چھوٹی تلائیاں ہوں۔ پھر ایک آواز تھی پُر رعب و شوکت۔ پُر جلال و ہیبت جو ایک آہنی میخ کی طرح میرے دل میں ایسی گڑ گئی کہ پھر کبھی نہیں نکلی

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ

اشارہ اس کا میرے آقا سیدنا امیر المومنین حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ العزیز فداہ روحی کی طرف تھا۔ وہی ذات اقدس اور وجود اطہر جس کے متعلق غیب دان اور عالم اسرار ہستی پہلے ہی سے بطور پیش بندی دنیا جہان کو بتاکید کہہ چکی تھی۔

مقام او مبیں از راہ تحقیر
بدوران شہ رسولاں ناز کردند

اس سروش اور ندائے حق کے بعد دوسرا نظارہ یہ تھا۔ جو میرے سامنے لایا گیا۔ کہ پہلا منظر بدل کر دوسرا سین نمودار ہو گیا۔ جس میں خشکی کہیں کہیں چھوٹی چھوٹی۔ تھوڑی تھوڑی خستہ پستہ اور مغلوب۔ مگر آب شفاف کے تطعات زیادہ وسیع۔ نمایاں اور پُر رونق و شاندار تھے۔ اور میرے دل و دماغ پر یہ اثر تھا۔ کہ یہ تغیر اور یہ تبدیلی اسی نوجوان کی برکت و طفیل سے ہو گی۔ جس کا وجود لولاك لما خلقت الافلاك کے کلام کے ساتھ میرے سامنے لا کھڑا کیا گیا تھا

یہ ایک معاملہ تھا راز کا اور حقیقت تھی خفیہ جس کو میں صرف اپنے ایمان کی مضبوطی اور قلب کی طمانیت کے لئے فضل خداوندی سمجھ کر پوشیدہ اور چھپا رکھنا چاہتا تھا۔ میری کبھی یہ خواہش نہ تھی۔ کہ گلی کوچوں میں اس زر و جواہر کے خزانے کو اچھالتا پھروں۔ اور لوگوں کو دکھاتا رہوں۔ کیونکہ میں خدا کے فضل سے ہمیشہ سے اس یقین اور عرفان پر تھا اور ہوں کہ ماموروں اور مرسلین کے علاوہ عوام پر اگر خدا کا کوئی فضل ایسے رنگ میں ہوتا ہے کہ وہ اُن کی اپنی ذات اور اُن کے اپنے علم و عرفان اور یقین و ایمان کی زیادتی مضبوطی یا تربیت و اصلاح ہی کے لئے ہوتا ہے۔ وہ امر حجت ہوتا ہے۔ تو صرف اس کی اپنی ذات پر نہ کہ دوسروں پر۔ اور اس کو یوں کھلم کھلا اچھالتے پھرنا اور سناتے رہنا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا۔

اپنے آقا کی خدمت میں عرض کرتا ہیں نے اس لئے ضروری سمجھا تھا۔ کہ میں اس نعمت کو سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیض یقین کرتا ہوں۔ نیز اُن کو تحدیث نعمت اور شکر گذاری سے نعمت میں اضافہ و زیادتی ہوتی ہے۔ میں اس قانون الٰہی سے بھی فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ ورنہ میں مصلحتاً ان امور کا اظہار بھی کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔

۱۶ مارچ ۱۹۳۹ء کو خلافت جوبلی کی تقریب مناتے ہوئے علاوہ اور بزرگوں کے مکرمی مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے بھی ایک تقریر برکات خلافت سے متعلق کی جس میں انہوں نے اپنے اس الہام کا ذکر فرماتے ہوئے میرے معاملہ کا بھی ذکر فرمایا تھا میں نے اسکی وضاحت اور تشریح ضروری سمجھ کر یہ نوٹ لکھا ہے۔ ورنہ عقیدہ میرا ایسے امور کے متعلق وہی ہے۔ جو اوپر عرض کیا۔

انبیاء اور ان کے نواب یا خلفاء کی بعثت و ظہور کا زمانہ درحقیقت انتشار روحانیت کا زمانہ ہوا کرتا ہے۔ جس میں انبیاء اور خلفاء کے علاوہ مومنین کا یقین اور عامۃ الناس تک کو اُن کی استعداد۔ قابلیت اور ظرف کے مطابق حصہ مل جایا کرتا ہے جو اُن کے تعلق باللہ۔ صفائی قلب اور روحانیت کی مناسبت سے اُس زمانہ کے مامور یا خلیفہ کی تصدیق و تائید یا اس کے اپنے ایمان کی مضبوطی و تازگی کے لئے ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ الٰہی کلام

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ

بھی اس کی تائید کرتا اور اس فلسفہ کا مظہر ہے۔ نیز المومن یرٰی ویرٰی لہ بھی اسی کی تائید میں آیا ہے اور ہمیشہ ہی یہ اصول صادق ہوتا آیا ہے۔ اس زمانہ میں بھی ہزاروں کو اللہ تعالےٰ نے اس شرف سے مشرف فرمایا۔ اور اس طرح صداقتوں کے قبول کی راہیں کھولیں۔ فائدہ اٹھانا نہ اٹھانا انسان کا اپنا کام ہے۔ ماسٹر فقیر اللہ خان صاحب ایک معروف شخصیت کے انسان ہیں۔ میں سمجھتا ہوں باوجود اختلاف اور بُعد و دوری کے آج بھی وہ اس حقیقت سے تو انکار نہ کریں گے۔ کہ اُن پر بھی اللہ تعالےٰ نے قبل از وقت امر خلافت کی صداقت کھول دی تھی۔ اُن کو بتا دیا گیا تھا۔ کہ خلافت کا مستحق کون ہے۔ اور کون خلیفہ ہو گا۔ مگر افسوس انہوں نے خدا کے اس انعام سے فائدہ اُٹھانے کی بجائے انکار کر دیا۔ اور اپنے دل کو بہلانے کے لئے اس کی یہ تاویل کر لی کہ

"میں نے کب دیکھا تھا کہ میں بھی بیعت خلافت کروں گا"

ان کے علاوہ ایک صاحب اکبر شاہ خان نجیب آبادی اس زمانہ میں مشہور اور سرگرم انسان تھے۔ اُن کے تعلقات قادیان چھوڑنے والوں کے ساتھ گہرے معتقدانہ تھے۔ ایسے کہ گویا وہ انہی کے ہمنوالہ و ہم پیالہ تھے۔ انہی تعلقات کی وجہ تھی۔ کہ قیام خلافت کے ابتدائی ایام میں وہ بھی زمرۂ متردّدین میں رہے۔ اور بیعت خلافت کے لئے اُن کو انشراح نہ ہوا۔ مگر آخر ایک رات جب کہ ابھی پچھلا پہرہ تھا۔ کوئی رؤیا، کشف یا الہام پایا۔ جس کے الفاظ تفصیل یا کیفیت تو مجھے یاد نہیں۔ یاد ہے تو صرف اتنا کہ خانصاحب موصوف نہایت مضطربانہ رنگ اور از خود رفتگی کے عالم میں رات ہی کو سیدنا خلافت مآب کی چوکھٹ پر پہنچے، دستک دی اور نہایت الحاح۔ عاجزی اور انکسار و ادب سے التجا کی۔ کہ حضور ابھی میری بیعت لے لیں مجھے قبول فرمالیں مبادا دن نکلنے سے پہلے مجھے پیغام اجل آجائے۔ اور میں بحالت انکار محروم و مردود ہی چل بسوں۔ خواب تھی یا الہام۔ کشف تھا یا انہام جو کچھ بھی تھا۔ وہ تو انہی کو معلوم ہو گا مگر اتنا تو اکثر احباب کے علم میں آگیا تھا کہ انہوں نے صبح ہونے کی بھی انتظار نہ کی تھی۔ یہ اثر جس چیز کا تھا۔ وہ کتنی عظیم اور کس قوت اور شوکت کا رنگ رکھتی ہو گی؟ عیاں ہے۔ خانصاحب نے کس وثوق۔ یقین اور عرفان ایمان سے کہا تھا۔

"ساری دنیا چھوڑ دے پر ہم نہ چھوڑیں گے تجھے"
مگر ہوا کیا؟

تہیدستان قسمت را چہ سود از راہبر کامل

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجالس میں اکثر یہ ذکر سننے میں آیا کرتا تھا۔ کہ فلاں مگر فلاں مولوی نے اور فلاں مگر فلاں کسی متمرد دشمن حق نے کہا کہ اگر

"خدا بھی آسمان سے اتر کر کہے۔ کہ مرزا سچا ہے۔ ہم تو مرزا کو تب بھی نہ مانیں گے"

یہ تو قول ہوا کرتے تھے۔ جن کو سنکر تعجب آیا کرتا تھا۔ کبھی داور کی جرأت پر۔ دلیری پر اور سینہ زوری پر۔ مگر بعض ایسے بھی نکل آئے جنہوں نے اپنے فعل سے بھی اُن کے ایسے قول کی تصدیق کر کے دکھا دی۔

فَيَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ

قادیان میں ایک ضروری جلسہ

قادیان مورخہ ۷ ار جولائی۔ بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کا مضمون "قادیان میں پہرہ کی ابتداء" کے عنوان سے پڑھ کر سنایا۔ جس میں قادیان کے ابتدائی حالات اور لیکھرام کے قتل کے پُر خطر اور پُر آشوب زمانہ کے واقعات پر نہایت شرح و بسط اور دلچسپی سے روشنی ڈالی گئی تھی۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ اور فیوض روحانیہ کا مؤثر پیرایہ میں ذکر تھا۔

دوسرا مضمون انہوں نے "پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم" کے موضوع پر جناب چوہدری ظفر اللہ خان بالقابہ کا پڑھ کر سنایا۔ جو انگریزی سے ترجمہ شدہ تھا۔ اور اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے۔

یہ تقریب درویشان قادیان میں روحانیت کے انتشار کا باعث بنی۔ اور سب احباب نے دلچسپی اور توجہ سے ان مضامین کو سنا۔ بعد دعا جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ (نامہ نگار)

قرآن مجید کے حقائق و معارف

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے درس القرآن کے مختصر نوٹ

(منقول از ماہنامہ الفرقان بابت ماہ مئی و جون ۱۹۵۲ء)

(۳)

فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْهَا رُوْحَنَا ہم نے مریم کی طرف اپنی روح بھیجی۔ روح کے معنی چار ہیں (۱) کلام و وحی الٰہی (۲) حیاتِ نفس کا ذریعہ (۳) نبوت (۴) جبرئیل۔ اس آیت میں کلامِ الٰہی یا کلام الٰہی لانے والے فرشتے کے معنے ہیں۔

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا سے کلام الٰہی حضرت مریمؑ کے لئے مثالی جسم بن گیا تصویری جسم بن گیا۔ اُس نے تمثیلی شکل اختیار کر لی۔ بَشَرًا سَوِیًّا کے معنے کامل یا تندرست انسان کے ہیں۔

کلام الٰہی مختلف شکلوں میں نازل ہوتا ہے۔ یا یوں کہو کہ کلام الٰہی لانے والے فرشتے نے انسانی شکل اختیار کر لی۔ یہ غیر معمولی بات نہ تھی۔ خدا کے بندوں کو کثرت سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس جگہ بتایا گیا ہے کہ حضرت مریمؑ کو یہ وحی کشف کی شکل میں ہوئی تھی۔

قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا مریمؑ نے کہا کہ اگر تو متقی ہے تو میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ میں آتی ہوں اس جگہ لفظ الرحمٰن سے بھی عیسائیت کی تردید مطلوب ہے۔ کیونکہ کفارہ کے معتقد لوگ اللہ تعالیٰ کے بلا معاوضہ رحم کے قائل نہیں عیسائیت اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی منکر ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم اس کشفی نظارہ کو دیکھ کر گھبرا گئیں۔ خدائے رحمان سے یہ خطاب اور یہ اندازِ دعا حضرت مریمؑ کی انتہائی بے بسی پر دلالت کرتا ہے۔ گویا یہ کہا کہ اے رحمان خدا! میرے عمل کو نہ دیکھ مجھے اپنی رحمانیت کے صدقہ میں بچا لے۔ یہ کرب و بلا کی دعا کی حقیقت بیان کی ہے۔

اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا اس لئے کہا ہے۔ کیونکہ متقی ہی خدا کے واسطے سے ڈرتا ہے ورنہ دوسرے لوگ خدا کے واسطے کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ گویا اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ادب بھی ملحوظ ہے یہ دعا کا نہایت لطیف طریق ہے۔

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ اُس نے کہا میں تو تیرے رب کی طرف سے صرف ایک پیغامبر ہوں تا کہ تجھے ایک زکی غلام (اندرونی پاکیزگی والے لڑکے) کی بشارت دوں۔ اس جگہ فرشتہ نے لفظ رسول کہا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ حضرت مریمؑ کو ایک پیغام دینے آیا تھا۔ خوشخبری پہنچانا اس کا کام تھا بلفظ "رَسُوْلُ رَبِّكِ" سے ان لوگوں کی تردید ہو جاتی ہے جو خیال کرتے ہیں کہ حضرت مریمؑ کا خاوند تھا۔

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا تا میں تجھے پاکیزہ بچے کے ہونے کی یقینی خبر دوں۔ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ یقینی بات کو قطعی الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس جگہ لِاَهَبَ لَكِ اس یقینی اظہار کے لئے آیا ہے۔ یعنی یہ پیشگوئی اتنی یقینی اور قطعی ہے کہ گویا یوں سمجھا جائے کہ میں بیٹا دینے آیا ہوں۔

قَالَتْ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ حضرت مریمؑ نے اس پیشگوئی کو سن کر حیرت اور تعجب کا بے ساختہ اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے ہاں بچہ کیسے ہو سکتا ہے؟ غلام سے مراد اس جگہ بچہ ہے۔ حضرت مریم کہتی ہیں کہ کسی مرد نے مجھے نہیں چھوا اور نہ ہی ناجائز طور پر میں حد سے تجاوز کرنے والی یا بدکار ہوں۔ بَغِیًّا المَرْاَةُ کے معنی ارتکاب بدی کے ہوتے ہیں۔ گویا اس طرح بچے کی ولادت کو وہ محال سمجھتی ہیں۔ یہ فقرے حضرت مریمؑ نے یا تو ظاہری طور پر کہے ہیں۔ اور آپ اس شخص کو کہتی ہیں کہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں اور یا فقراتِ عالمِ کشف میں کہے گئے ہیں۔ رؤیا کی صورت میں اُن کے قلب پر یہ اثر ہے کہ یہ ولادت بن باپ ہونے والی ہے۔

قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ اُس نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے بات یونہی ہے۔ یہ ولادت بے باپ ہی ہوگی۔ تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا مجھ پر آسان ہے

لفظ هَیِّنٌ تقابل کے لئے نہیں آیا بلکہ یہ بتانے کے لئے آیا ہے کہ اگرچہ بن باپ ولادت بظاہر ناممکن ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے لئے "هَیِّنٌ" ہے۔

وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا لِنَجْعَلَهٗ پر جو لام آتا ہے یہ لام عاقبت کہلاتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ حضرت مسیحؑ ہمارے اس فعل کے نتیجہ میں لوگوں کے لئے آیت بن جائے گا۔ اور اس کا وجود ہماری رحمت قرار پائے گا۔

حضرت مسیحؑ کی نبوت بنی اسرائیل کے لئے رحمت تھی۔ اور ان کی بن باپ ولادت اس بات کے لئے آیت تھی۔ کہ اب آئندہ نبوت کا سلسلہ بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسمٰعیل میں شروع ہوگا۔

ہر نبی اپنے اپنے درجہ میں اٰیَة ہوتا ہے۔ ہم حضرت مسیحؑ کی اہمیت اور ان کی شان کے منکر نہیں۔ لیکن ایسے کسی لفظ کی وجہ سے اُنہیں باقی سب نبیوں بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تفضیلت دینے کے لئے تیار نہیں۔ لفظ اٰیَةً کا استعمال حضرت حزقیلؑ کے حق میں ہوا ہے۔ فرمایا وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ (بقرہ ع ۳۵) حضرت صالح کی اونٹنی کے حق میں بھی لفظ اٰیَةً آیا ہے هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً (اعراف ع) فرعون کے بارے میں بھی لفظ اٰیَة وارد ہوا ہے۔ فرمایا لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً (یونس ع ۹) پس لفظ اٰیَة کے استعمال کے معنے یہ ہیں کہ اس چیز کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی صداقت نظر آ جاتی ہے۔

لفظ رَحْمَةً مِّنَّا بھی حضرت مسیحؑ کی غیر معمولی فضیلت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحیٰی کو حَنَانًا قرار دیا ہے۔ جو مجسم رحمت کو کہتے ہیں۔ (مریم ع) گویا حضرت مسیحؑ رحمت کا نشان تھے۔ اور حضرت یحیٰی مجسم رحمت تھے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ٹھہرایا ہے۔ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء ع) اس جگہ العالمین کے لفظ ہوں سب قومیں خصوصاً بنی اسرائیل شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت ہونا مختص الزمان والمکان نہیں ہے۔

وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا اور یہ امر فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

لفظ قضا اور قدر حقیقتاً ہم معنی نہیں ہیں قضا کے معنی کسی امر کا فیصلہ کر دینے کے ہوتے ہیں۔ وہ فیصلہ قولاً ہو یا فعلاً ہو۔ اور پھر قضاء الٰہی بھی ہوتی ہے اور بشری بھی۔ قضاء اللہ کا لفظ قدر اللہ سے اخص ہوتا ہے۔ قدر کا مفہوم سکیم بنانا ہے۔ اور قضاء اس سکیم کے جاری کرنے کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ اس موقع پر كَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا کے یہ معنے ہیں کہ عام رنگ میں بن باپ بیٹا پیدا کرنا خدا تعالیٰ کے لئے هَیِّنٌ ہے یہ ایک قدر ہے۔ مگر حضرت مریمؑ کے ہاں ایسے بیٹے کے پیدا ہونے کا فیصلہ خدائی قضاء اور اٹل فیصلہ ہے۔

فَحَمَلَتْهُ خدائی سکیم کے ماتحت حضرت مریمؑ کو حمل ہو گیا۔ کس طرح ہوا؟ یہ ایک الٰہی راز ہے۔ عام قانون قدرت سے بالا ہے۔ جماعت احمدیہ حضرت مسیحؑ کی بے باپ ولادت کی معتقد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں حضرت مسیحؑ کی بے باپ ولادت کو اپنے عقائد میں سے قرار دیا ہے۔

قیاسی طور پر بھی حضرت مسیحؑ کی بن باپ ولادت کا ماننا قابلِ اعتراض نہیں ہے تاریخوں میں اس نوع کی ولادت کی بہت سی مثالیں مذکور ہیں۔ چین کے منچو خاندان کے جدِ اعلیٰ کی ولادت بن باپ مانی جاتی ہے۔ چنگیز خان کی پیدائش بھی بے باپ بیان ہوئی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں ایسے متعدد واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔

فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِیًّا حضرت مریمؑ اسے لے کر دُور مکان میں ایک طرف ہو گئیں بائیبل میں بیان شدہ حالات کے لحاظ سے مَكَانًا قَصِیًّا سے مراد بیت لحم کا مکان ہے وہ ناصرہ کی بستی سے دُور تھا۔ حضرت مریمؑ کے اس سفر لوقا باب ۲ میں درج ہیں۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ المخاض کے معنے دردِ زہ شدید درد کے ہیں۔ پیدائش کے وقت کے قریب آنے کا نام ہی المخاض ہے۔ حضرت مریمؑ کو دردِ زہ کی شدت کھجور کے تنے کے پاس لے آئی۔ جِذْعِ النَّخْلَةِ کھجور کے تنے یا بڑی شاخ کو کہتے ہیں۔ اس درخت کے پاس آنے سے اُنہیں سایہ بھی حاصل ہوا۔ اور سہارا بھی مل گیا۔

قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا انہوں نے کہا کاش میں اس سے پہلے مر جاتی اور بھولی بسری ہو جاتی یہاں پر نَسْیًا مَّنْسِیًّا کا لفظ زور دینے کے لئے آیا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ بچہ بے باپ تھا۔ حضرت مریمؑ نے شرم کے باعث یہ فقرے کہے ہیں۔ مگر یہ درست نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر ماں پہلے بچہ کی ولادت کے وقت شدید تکلیف کے باعث ایسے ہی فقرے کہتی ہے۔ یہ غیر معمولی بات حضرت مریمؑ سے مخصوص نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ذکر میں شاید باریک طور پر اس خیال کی تردید ہے کہ حضرت مسیحؑ پیدائش کے وقت روئے نہ تھے۔ اس لئے صرف وہی مسِ شیطان سے پاک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ولادت کے وقت مسیح کا ... وغیرہ طبعی امر ہے۔ یونہی ذہنی بات ہے۔ حضرت مریمؑ تو اس تکلیف سے یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا تک پکار اُٹھی تھیں۔

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا حضرت مریمؑ کو اس کے تحت سے آواز آئی کہ تو غمگین نہ ہو تیرے نیچے کی جانب چشمہ پیدا کر رکھا ہے۔

مفسرین نے تَحْتِهَا سے حضرت مریمؑ کے جسم کا نچلا حصہ مراد لیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آواز حضرت مسیحؑ نے پیدا ہو کر دی تھی۔ یا فرشتہ نے دی تھی۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش بیت اللحم میں ہوئی ہے۔ اور بیت اللحم پہاڑی علاقہ ہے۔ شہر سے ذرا فرلانگ پر پانی ہے۔ جو ڈھلوان کی طرف ہے۔ پس **مِن تَحْتِهَا** کے صاف معنے یہ ہیں کہ حضرت مریمؑ تحتانی جانب یا ڈھلوان کی طرف سے آواز آئی۔ اور ادھر سے آواز دینے میں یہ حکمت تھی۔ کہ تا مریمؑ کو معلوم ہو جائے کہ پانی کا چشمہ کدھر ہے۔ ان معنوں میں کسی قسم کا تکلف نہیں ہے۔ بیت اللحم کی جغرافیائی حالت اس کی تائید کرتی ہے۔ حضرت مریمؑ کو پانی کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے آواز دے کر انہیں بتا دیا کہ یہاں ڈھلوان میں چشمہ موجود ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کو حضرت اسمٰعیلؑ سے مشابہت دی ہو۔ وہاں آب زمزم کا انکشاف ہوا تھا اور یہاں پر بھی چشمہ کا پتہ لگا ہے سَرِیًّا کے معنے چھنے والی چیز کے ہیں۔ چشمہ جاری ہوتا ہے۔ اس لئے چشمہ کو بھی سَرِیّ کہتے ہیں۔ بلند مرتبہ والا بچہ بھی سَرِیّ کہلاتا ہے۔ گویا یہ خبر دی گئی تھی۔ کہ حضرت مسیح نہایت شاندار انسان ہوں گے۔

وَهُزِّيٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا | اور کھجور کی شاخ کو ہلا۔ وہ تجھ پر عمدہ تازہ کھجوریں گرائے گی۔

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا | تو کھا پی اور آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کر۔ حضرت مریمؑ کی ضروریات کو پورا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کھانے کے لئے کھجوریں عطا فرمائیں اور پینے کے لئے چشمہ بتا دیا۔ نیز اس پانی سے بچے کو صاف کر کے انہیں اطمینان حاصل ہو گا۔

اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ پانی کا یہ چشمہ نیچے کی جانب تھا۔

قرآنی بیان کی فضیلت اور حکمت

عیسائی روایات کے مطابق حضرت مسیحؑ کی ولادت ماہ دسمبر میں ہوئی ہے۔ اس وقت تازہ کھجوریں درختوں کی شاخوں پر نہیں ہوتیں۔ اس لئے عیسائی کہتے ہیں کہ قرآنی بیان درست نہیں۔ اسی لئے ہمارے مفسرین نے جِذْعِ النَّخْلَةِ کی طرف آرام اور سہارا کے لئے قرار دیا ہے۔ اور بعض نے اسے معجزہ قرار دیا ہے کہ کھجور کے سوکھے تنے سے کھجوریں گر پڑیں۔

عیسائیوں کے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ بائیبل کے رو سے بیت اللحم کا علاقہ کھجوروں کا علاقہ ہے (قاضیوں ۱؍)۔ قرآن مجید نے رُطَبًا جَنِيًّا کہہ کر حضرت مسیحؑ کی ولادت کا زمانہ متعین فرمایا ہے۔ اور انجیلی روایت کی اس بارے میں تغلیط فرمائی ہے۔ عیسائیوں نے بے بنیاد خیال پر حضرت مسیحؑ کی ولادت دسمبر میں قرار دی ہے اور ایک فرقہ نے مارچ اپریل میں بتلائی ہے۔ قرآن مجید نے رُطَبًا جَنِيًّا کا واقعہ ذکر کر کے بتلا دیا کہ عیسائیوں کا بیان غلط ہے حضرت مسیحؑ کی ولادت ان دنوں ہوئی تھی جب یہود کے علاقہ میں کھجوریں پکی ہوئی تیار تھیں یعنی اگست کے مہینہ کے قریب یہ ولادت ہوئی تھی۔

انجیل لوقا حضرت مریمؑ کا بیت اللحم میں جانا مردم شماری کی وجہ سے بتاتی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیحؑ کی ولادت والے سال میں فلسطین میں مردم شماری کا ہونا ہی سرے سے غلط ہے۔ رومی تاریخ سے ثابت ہے کہ مسیحؑ کی پیدائش کے سال میں کوئی مردم شماری نہ ہوئی تھی۔ یوسیفس کہتا ہے کہ مسیحؑ کے ساتویں سال میں مردم شماری ہوئی تھی۔ لوقا نے گورنر کا جو نام بتایا ہے۔ وہ بھی رومی تاریخ کے مطابق نہیں ہے (انسائیکلو پیڈیا بائبلیکا جلد ۳) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوقا نے اپنی انجیل میں جو مسیحؑ کے ۸۰ سال بعد میں لکھی گئی۔ عمداً غلط روایت درج کی ہے تاکہ خدا کا بیٹا قرار دینے کا افسانہ بنایا جا سکے۔ حقیقت صرف یہ تھی کہ ناصرہ سے یوسف نجار حضرت مریمؑ کو ساتھ لے کر بیت اللحم اس لئے گئے تھے تاکہ انہیں خواہ مخواہ ناصرہ کے لوگوں کی زبانِ طعن کا نشانہ نہ بننا پڑے۔ انجیلی بیان اور دیگر قرائن سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت مریمؑ کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وسط نومبر میں حمل قرار پایا۔ فروری مارچ میں یوسف بالہام الٰہی حضرت مریمؑ کو گھر لے آئے۔ جب بات نمایاں ہونے لگی تو مئی جون میں انہیں ناصرہ سے بیت اللحم لے گئے وہاں پر جولائی اگست میں حضرت مسیحؑ کی ولادت ہوئی۔ جب وہ کچھ عرصہ بعد ناصرہ آئے تو دسمبر میں ولادت قرار دیدی گئی اور مردم شماری کا افسانہ بنا کر بات کو چھپانے کی کوشش کی گئی

پس یہ درست ہے کہ قرآن مجید نے رُطَبًا جَنِيًّا کہہ کر انجیلی روایت کی تردید کی ہے اور حضرت مسیحؑ کی ولادت کا صحیح زمانہ متعین فرمایا ہے۔ رومی تاریخ کے واقعات کے رو سے بھی قرآنی بیان کی تائید ہوتی ہے۔ لہذا قرآن مجید کی فضیلت اور حکمت روز روشن کی طرح واضح ہے۔

فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِيٓ إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا | اگر تجھے کوئی نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے خدا کے لئے روزہ رکھا ہوا ہے میں آج کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔

مفسرین نے اس روزہ سے مراد بولنے کا روزہ لیا ہے۔ اور اُکلّم سے مراد کلام لیا ہے۔ اس پر سوال ہوتا ہے کہ کلام سے روزہ بھی ہے۔ اور کلام کا حکم بھی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ صوم کے معنے رکنے کے ہوتے ہیں۔ یہاں کلام کی تر مندی مراد ہے مراد یہ ہے کہ میں بکثرت کلام نہ کروں گی، ہاں ذکر الٰہی کرتی رہوں گی۔ عام طور پر بھی نفاس میں کھانے پینے کا روزہ نہیں ہوتا۔ انہیں تو کُلِی وَاشْرَبِی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے یہاں سے مراد زیادہ باتیں نہ کرنا ہے۔ "زیادہ" کی قید فَكُلِي کے حکم کی وجہ سے ہے۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ وقت مل جائے۔ بچہ نیا پیدا ہوا تھا۔ زیادہ چرچا نہ ہونے پائے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ حیض و نفاس میں عورتیں دل میں ذکر الٰہی کر سکتی ہیں۔

فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ | حضرت مریمؑ حضرت مسیحؑ کو لے کر اپنی قوم کے پاس آئیں۔

ہمارے مفسرین بالعموم اس طرف گئے ہیں کہ حضرت مسیحؑ بالکل بچے تھے۔ اور حضرت مریمؑ ولادت کے معاً بعد انہیں گود میں اٹھا کر اپنے رشتہ داروں کے پاس لے گئیں۔ اور وہاں پر حضرت مسیحؑ نے یہ ساری گفتگو کی۔ اناجیل میں اس قسم کے معجزہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس جگہ ایک بڑا اہم سوال یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ بچپن میں نبی نہ ہوئے تھے تو انہوں نے اس معجزہ کے سلسلہ میں وَجَعَلَنِي نَبِيًّا کہ میں نبی بن چکا ہوں کس طرح کہہ دیا۔ کیا معجزہ کی بنیاد غلط بیانی پر ہوتی ہے؟

تاریخی تحقیق سے ثابت ہے کہ حضرت مسیحؑ نے یروشلم میں آکر یہ مکالمہ قریباً تینتیس ۳۳ سال کی عمر میں کیا ہے یعنی بعثت کے تیسرے سال۔ اس سفر کا ذکر انجیل متی باب اکیس میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید میں مندرجہ گفتگو اسی وقت ہوئی ہے۔

تَحْمِلُهُ کے معنے

اس تفسیر پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیت میں تو تَحْمِلُهُ کا لفظ ہے جس کے معنے سوار کر کے لانے کے ہیں۔ اور تینتیس سال کی عمر میں یہ کس طرح صادق آ سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عربی زبان میں حَمَلَ کے معنے گود میں اٹھانے کے علاوہ بھی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا (سورۃ الجمعہ) یہاں دونوں جگہ حمل کے معنے اٹھانے کے نہیں بلکہ تائید و نصرت اور احکام کے مطابق عمل کرنے کے ہیں پس ثابت ہوا کہ حمل الشئ کے ایک معنے اس کی تائید کرنے اور اس

ضرورت حفاظ!

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

اسلام کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حفاظت قرآن کے دو طریقے مقرر فرمائے ہیں۔ اول اس کے صحیح معنی و مطالب کی حفاظت کے لئے اولاً مجددین ملہمین۔ اور ائمہ دین کا سلسلہ مقرر فرمایا ہے ثانیاً اس کے الفاظ اور صحیح قرآت کی حفاظت کے لئے حفاظ قرآن کے سینوں کو کھول دیا ہے تاکہ دنیا میں کیسا ہی انقلاب آئے۔ وہ اپنے صندوق سینہ میں محفوظ رکھیں۔

یہ امر پوشیدہ نہیں کہ اس وقت ہندوستان کی جماعتہائے احمدیہ میں حافظ قرآن کی بہت کمی ہے اور اس خلا کو معمور کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ بنا بریں نظارت تعلیم و تربیت قادیان نے مدرسہ احمدیہ عربیہ کے ساتھ ایک درجہ حفاظ قرآن کے احیاء کا مصمم ارادہ کیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اساتذہ کا انتظام کر لیا ہے۔ اب احباب جماعت ہائے ہند سے یہ درخواست ہے کہ (علمائے دین اور حفاظ قرآن کریم کی کمی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے) پیدا کرنے کے لئے اپنی اپنی جماعتوں سے ایک طالب علم مدرسہ احمدیہ کے لئے اور ایک حفظ قرآن کے لئے اپنے خرچ پر بھجوائیں اور ان کے تعلیمی اخراجات کی ذمہ داری خود لیں۔ تاکہ یہ تعلیم پا کر اپنے اپنے وطنوں میں خدمت دین کریں۔ مخیر اور صاحب ثروت حضرات اولاً خود اپنی اولادوں میں سے دو یا ایک کو دینی خدمت کے لئے بھیجیں ورنہ کسی دوسرے احمدی طلباء کا وظیفہ مقرر کر کے یہاں بھیجیں۔ انجمن نے چار غریب طلباء کے لئے وظیفہ منظور کیا ہے۔ لیکن صرف ان چار لڑکوں سے مدرسہ احمدیہ جاری نہیں رہ سکتا جب تک کہ اور طلباء نہ آئیں۔

امید ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا معاہدہ کرنے والے احمدی احباب جلد توجہ فرما کر نظارت ہذا کو جلد مطلع کر سکیں گے۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

گیتا کا ایک خوشنما پھول

از مکرم سید شہامت علی صاحب واقف زندگی متعلم جامعۃ المبشرین قادیان

شری بھگوت گیتا ہندوؤں کا ایک پوتر گرنتھ ہے جو ویدوں کے بعد دوسرے نمبر سمجھا جاتا ہے یہ گرنتھ ایک ایسا بغیچہ ہے۔ جس میں کھلے رنگ برنگ مل سکتے ہیں مگر ضرورت ہے تلاش کرنے کی۔ اس گرنتھ میں اس وقت ضرورت زمانہ کے مطابق شری کرشن جی کی طرف سے تعلیم دیدی گئی تھی اب بھی اس میں اکثر حصہ ایسا ہے کہ اگر ہمارے ہندو بھائی اس پر صدق دل سے عمل کریں تو آج جو بھارت میں ذات پات کے جنگ و جدال اور فرقہ وارانہ گرم بازاری نظر آتی ہے۔ وہ نظر نہ آئے۔ انبیاء دراصل خدا تعالیٰ کے مظہر ہوتے ہیں۔ وہ انسانی روح کے لئے آب حیات کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ حضرت سری کرشن علیہ السلام بھی انہیں میں سے ایک نبی تھے۔ انہوں نے بھی انسان کی روح کو ابدی زندگی بخشنے کے لئے ہر چند کوشش کی۔ متلاشیان حق اور پیاسی دنیا کے لئے آب حیات کا سرچشمہ کھول کر ان کو روحانی زندگی بخشی اس موقع پر اسی گرنتھ میں سے ایک خوشنما پھول قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اُمید ہے اس سے حضرت سری کرشن جی کی تعلیم کا صحیح رنگ میں اندازہ ہو جائے گا۔ کہ اصل تعلیم کیا ہے۔ اور فی زمانہ کے کچھ ملاقبیت اندیش اور غلطی خوردہ لوگوں نے جو اس تعلیم کو بگاڑ کر پیش کیا ہے۔ خاکسار کے نزدیک عبادت کی ہر قوم مخاطب ہے چاہے وہ ہندو ہو خواہ مسلمان۔

آج دنیا میں جنگ و جدال کا بازار گرم ہے ہر شخص دوسرے کو نیچا دکھانے کی فکر میں ہے۔ اس میں بھارت بھی شامل ہے۔ اور ہر ملک میں ایسی فرقہ جنگی کی آگ بھڑک رہی ہے جو نفس کو حیرانی میں ڈال دیتی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ ہر ایک اپنے مفاد کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ بھائی ہی اپنے بھائی کا کاٹنے کے درپے ہے۔ اگرچہ اس کا حل قرآن کریم نے ہی تفصیل سے بیان کیا ہے تاہم ہندوؤں کے دھارمک گرنتھوں میں بھی اس کا کچھ سنکیت ملتا ہے۔ گیتا میں اس بارہ میں متعدد اشلوک کہے گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت سری کرشن جی مہاراج ارجن کو اپدیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

[illegible]

ترجمہ:۔ اے ارجن جو یوگی (مہاپرش) اپنی سام درشٹی سے سمپورن پرانیوں میں سکھ و دکھ دیکھتا ہے۔ اور سکھ اتھوا دُکھ کو بھی سب میں دیکھتا ہے۔ وہ یوگی پرم شریشٹھ مانا گیا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سماننتا کیسے ہو۔ اس کا جواب آسانی سے دیا جا سکتا ہے۔ جس طرح انسان اپنے جسم کے (مختلف اعضاء کے) ساتھ برہمن، کھتری، ویش، شودروں کا سا برتاؤ نہیں کرتا ہے۔ بلکہ سب پر ایک جیسی ہی رکھتا ہے سکھ میں بھی اور دُکھ میں بھی۔ اگر پیر کو تکلیف ہو تو اس کا دھیان پیر کی طرف مبذول ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دوسرے اعضاء کا بھی اُسے خیال رہتا ہے۔ وہ نہ تو سر کی ہی تکلیف برداشت کر سکتا ہے نہ پیر کی نہ جسم کے کسی اور دوسرے عضو کی۔ اسی طرح کرشن کا فرمان ہے کہ سب بھوتوں میں سام درشٹی رکھنا کوئی مشکل امر نہیں۔ کیونکہ مانو سماج ایک جسم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ہم سب انسان اس کے الگ الگ اعضاء ہیں۔ جس طرح جسم کے کسی عضو کی تکلیف سارے جسم کو بے چین کر دیتی ہے۔ اسی طرح مانو سماج روپی جسم پر کیوں عائد نہیں ہو سکتا اسی امر پر اس شلوک میں بھگوان کرشن نے روشنی ڈالی ہے۔ اب اگر آج ہمارے اس ملک کے طول و عرض میں ہمارے ہندو، سکھ اور مسلمان بھائی اور دیگر اقوام اسی سم درشٹی سے کام لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ خانہ جنگی اور فرقہ بازی اور نفرت و بغض کی باد سموم ختم ہو کر ہم بہار کی خوشبودار باد نسیم نہ آ جائے جس سے دیش کا ہر غنچہ اور ہر کلی کھِل کر گُل بن جائے۔ یقیناً ایسا ہو سکتا ہے۔ آپس کی دشمنی اور نفرت کی آگ نے کیا ابھی تک کسی کو فائدہ دیا ہے؟ ۱۹۴۷ء کے واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اگر انسانیت کا لحاظ رکھا جاتا تو کبھی بھی ایسا بھیانک نظارہ ہمارے سامنے نہ آتا مگر آج بھی اگرچہ اس طرح نہ سہی ایک دوسری طرز کی جماہل پڑی ہے کوئی اسے مذہبی پہلو دے رہا ہے۔ کوئی اسے سیاست کا جامہ پہنا رہا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اس کا آخری انجام ملک اور قوم کی ترقی کی بنیاد پر تبر رکھتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا (حجرات رکوع ۲) یعنی اے لوگو! ہم نے تم کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے تم کو قبیلوں اور کنبوں میں پھیلا دیا۔ ایسا اس لئے کیا تا تم ایک دوسرے کو پہچانو یعنی ایک دوسرے کے سکھ دکھ میں ہاتھ بٹاؤ اور ہمدردی کرو۔ گیتا جی کے مندرجہ بالا اشلوک کی عبارت اور قرآن شریف کی اس آیت کی عبارت بہت کچھ آپس میں میل کھاتی ہے گیتا میں تو سماننتا کا اپدیش یہاں تک دیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہر مخلوق جاندار سے ایک جیسا برتاؤ کرو (دیکھو گیتا ادھیائے ۵ اشلوک ۱۸) پھر خدا تعالیٰ کی اشرف المخلوقات انسانی نسل کے ساتھ کینہ و بغض اور دشمنی کا سلوک کرنے کی وجہ ہے۔ ہمارے ملک میں اس چیز کی بہت کمی ہے۔ جدھر دیکھو ادھر ہی فرقہ بازی اپنا نت نیا زور پکڑ رہی ہے۔ پارٹیوں پر پارٹیاں بنتی چلی جا رہی ہیں۔ اس صورت میں ملک کا امن تباہ ہوتا نظر آ رہا ہے۔ مندرجہ بالا طریق کے بغیر ملک کبھی بھی امن و سلامتی کی [illegible] بسر نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی ترقی [illegible] مانو سماج کے رشتہ سے ہر فرد کیا ہندو یا مسلمان ایک دوسرے کا بھائی ہے اور قبیلہ کا اختلاف اللہ تعالیٰ نے اسی لئے رکھا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کرو نہ کہ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگو۔ جب مانو سماج میں سب ہمارا نام درج ہو گیا۔ اور جب ہم اس کے رکن بن گئے۔ تو پھر رکنیت بھی تقاضا کرتی ہے۔ کہ ہم سب ایک ساتھ مل کر ملک کو دوبالا کرنے کی کوشش کریں اور ترقی پذیر دنیا کی دوڑ میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ اور ترقی پذیر دنیا کی دوڑ میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ اور گیتا جی کے مندرجہ بالا اشلوک کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اس پرم پرماتما کے انعامات کے وارث بنیں جس نے ہمیں ایک مانو سماج کے روپ میں پیدا کیا۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

مجاہدین تحریک جدید توجہ فرمادیں

فرمایا:۔

"بار بار بتانے کی اس لئے ضرورت پیش آتی ہے کہ جن لوگوں نے سنا نہیں تھا وہ اب سُن لیں۔ اور پھر بسا اوقات سستی اور غفلت ہو جاتی ہے۔ اور دوبارہ بیان کرنے سے ان کو موقع مل جاتا ہے۔ کہ وہ سستی اور غفلت کو ترک کر کے بیدار ہو جائیں۔ اور اُسے اس طرف توجہ ہو جائے"

ہندوستان کی جماعتوں کے تحریک جدید کے مجاہدین کا اپنے وعدہ جات سو فیصدی ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا ہے۔ اور کئی احباب قسط وار ادا کر رہے ہیں۔ مگر اکثر احباب ایسے ہیں۔ کہ جنہوں نے ابھی تک کچھ بھی ادا نہیں کیا۔ حالانکہ سال میں سے [illegible] گزر چکے ہیں۔ ایسے احباب کو فرداً فرداً یاددہانی دفتر کی طرف سے عنقریب روانہ کی گئی ہے کہ وہ اس تحریک کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے فوری طور پر ادائیگی کی طرف توجہ فرمادیں۔ اور سیکرٹریان مال کا بھی فرض ہے کہ وہ ہر مجاہد کے پاس جا کر مرکز کا چیلنج کے پیش نظر ان کو احساس دلاتے ہوئے جلد از جلد ادائیگی کی طرف متوجہ کریں۔

ایسے احباب جو ۳۱ر اگست تک اپنا وعدہ سو فیصدی ادا کر دیں گے ان کے نام حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں برائے دعا پیش کئے جائیں گے۔ پس احباب کوشش فرمادیں کہ ۳۱ر اگست تک اپنا وعدہ سو فیصدی ادا کر کے حضور کی دعاؤں سے فیضیاب ہوں

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

ضروری سرکاری اعلان

پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی اور ہاؤس آف پیپل (پارلیمنٹ) کی انتخابی فہرستوں کی ابتدائی اشاعت عوام کی طرف سے دعاوی اور اعتراضات طلب کرنے کی غرض سے ۱۰ جولائی ۱۹۵۲ء کو شروع ہوگی۔ متعلقہ رقبوں کی فہرستیں پبلک کے معائنہ کے لئے ہر ضلع میں مندرجہ ذیل مقامات پر کام کرنے کے اوقات کے دوران میں اور دفتروں میں کام کرنے والے کی صورت میں تمام کام کرنے والے دنوں میں اوقات کار کے بعد گھنٹے کے لئے دستیاب ہوسکیں گی۔

دفتر ڈپٹی کمشنر۔ دفتر میونسپل کمیٹی کنٹونمنٹ بورڈ یا سمال ٹاؤن کمیٹی (جیسی کہ صورت ہو) تحصیل آفس اور پٹوارخانہ۔ کوئی شخص جو یہ دیکھے کہ اس کا نام انتخابی فہرستوں میں درج نہیں۔ فہرست میں اپنا نام شامل کرانے کے لئے ۳۱ جولائی ۱۹۵۲ء تک نظرثانی کرنے والے افسر مجاز کے پاس کلیم داخل کرسکتا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص جو بطور ووٹر رجسٹرڈ ہو کسی شخص کے نام کے فہرستوں میں شامل کئے جانے یا اس سے متعلق کسی دوسرے اندراج کے خلاف مذکورہ تاریخ تک اعتراض داخل کرسکتا ہے۔ مقررہ فارم میں جو ڈپٹی کمشنر کے دفتر، تحصیل آفس اور نظرثانی کرنے والے افسروں کے دفاتر سے بلاقیمت حاصل کی جاسکتی ہے۔ کوئی کلیم یا اعتراض مندرجہ ذیل کسی افسر کے پاس ۱۱ر جولائی ۱۹۵۲ء سے ۳۱ جولائی ۱۹۵۲ء تک کسی دن ۱۰ بجے قبل دوپہر سے ۴ بجے بعد دوپہر تک پیش کیا جاسکتا ہے:۔

قصباتی رقبے ۱	دیہاتی رقبے ۲
۱۔ متعلقہ ضلع کا ڈپٹی کمشنر	۱۔ متعلقہ ضلع کا ڈپٹی کمشنر
۲۔ نظرثانی کرنیوالا افسر جس کی تصریح فہرستوں کے ہمراہ شائع کردہ فارم ۵ میں نوٹس میں کی گئی ہے	۲۔ نظرثانی کرنیوالا افسر جسکی تصریح فہرستوں کے ہمراہ شائع کردہ فارم ۵ میں نوٹس میں کی گئی ہے
۳۔ متعلقہ میونسپل یا سمال ٹاؤن کمیٹی کا سکرٹری	۳۔ تحصیلدار یا نائب تحصیلدار یا ان کی غیر حاضری میں متعلقہ تحصیل کا آفس قانونگو
۴۔ متعلقہ کنٹونمنٹ بورڈ کا ایگزیکٹو افسر	

جو چھپے ہوئی فارمیں دستیاب نہ ہوں تو ٹائپ شدہ یا ہاتھ سے لکھی ہوئی فارمیں استعمال کی جاسکتی ہیں۔

کوئی کلیم یا اعتراض نظرثانی کرنے والے متعلقہ افسر کو بذریعہ ڈاک بھی بھیجا جاسکتا ہے جو اسے ۳۱ر جولائی ۱۹۵۲ء تک پہنچ جانا چاہیئے۔ جو کلیم یا اعتراض اس تاریخ کے بعد موصول ہوگا اس پر غور نہیں کیا جائے گا۔ اس مدت میں توسیع ممکن ہوگی اور نہ اس کی اجازت دی جائے گی۔ اس لئے فہرستوں میں اپنا نام درج کرانے کے لئے یہ آخری موقع ہے۔ مذکورہ مدت کے گزر جانے کے بعد جو شخص اپنے آپ کو بطور ووٹر رجسٹر کرانا چاہے گا۔ اسے الیکشن کمیشن انڈیا کو درخواست دینی پڑے گی اور اس کے ساتھ ۵۰ روپیہ فیس ادا کرنی ہوگی۔

ان تمام اشخاص کو جنہیں اپنے ناموں کے اندراجات میں کوئی درستیاں کرانی ہوں الیکٹرل رجسٹریشن افسر (ڈپٹی کمشنر) متعلقہ کو ایک غیر رسمی درخواست دینا ہوگی جس میں مکمل تفاصیل مہیا کرنی ہوں گی۔ ان تفاصیل میں متعلقہ اندراج کا نمبر شمار شامل ہے۔

دعاوی اور اعتراضات سے متعلق تفاصیل

۱۔ کلیم پر یا تو اس شخص کے دستخط ہونے چاہئیں۔ جو اپنا نام انتخابی فہرست میں شامل کرانا چاہتا ہو یا ایسے ایجنٹ کے جس کو شخص مذکور نے تحریری طور پر اختیار دیا ہو (اس اختیار کی تصدیق یا اس پر اسٹامپ لگانے کی ضرورت نہیں) اور یہ کلیم یا تو خود کلیم کرنے والا یا اس کا ایجنٹ نظرثانی کرنے والے افسر کو پیش کرسکتا ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ یہ کلیم بذریعہ ڈاک بھیجا جائے۔

۲۔ اعتراض کرنے والے کی طرف سے کوئی شخص جسے اس بارہ میں اختیار دیا گیا ہو۔ اعتراض بھی پیش کرسکتا ہے لیکن اعتراض پر اعتراض کرنے والے کے دستخط ضرور ہونے چاہئیں۔

۳۔ اعتراضات کی صورت میں ان تمام اندراجات کے متعلق جن کے خلاف اعتراض کیا جائے مکمل تفاصیل لازمی طور پر دینی چاہئیں۔

۴۔ صرف ایسے اشخاص جو کسی حلقہ نیابت کی فہرست میں بطور ووٹر رجسٹرڈ ہوں اس حلقہ نیابت کی فہرست میں کسی اندراج کے خلاف اعتراض کرسکتے ہیں۔

۵۔ اگر کوئی شخص اپنا نام ایک حلقہ نیابت کی انتخابی فہرست میں سے کسی دوسرے حلقہ نیابت کی انتخابی فہرست میں تبدیل کرانا چاہتا ہو تو اسے اول الذکر فہرست میں اپنے نام کے اندراج کے خلاف اعتراض پیش کرنا ہوگا۔ اور موخرالذکر فہرست میں اپنا نام درج کئے جانے کے لئے ایک علیحدہ کلیم پیش کرنا ہوگا۔

تمام سوشل کارکنوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ یہ معلوم کریں کہ آیا محلہ وارڈ یا موضع کے متعلق وسیع پیمانہ پر اہل ووٹروں کے ناموں کا اندراج تو نہیں رہ گیا۔ انتخابی فہرستوں کو مکمل اور ہر لحاظ سے درست بنانے میں حکام کی مدد کریں۔ اگر وہ دیکھیں کہ نام درج ہونے سے رہ گئے ہیں تو وہ اسباب کو فوراً الیکٹرل رجسٹریشن افسر (ڈپٹی کمشنر) متعلقہ یا چیف الیکٹرل افسر۔ پنجاب۔ شملہ۔۲۔ کے نوٹس میں لا سکتے ہیں۔

مزید تفاصیل کے لئے قریب ترین ڈپٹی کمشنر سے استفسارات کئے جاسکتے ہیں۔

ایل۔ آر۔ نیر
ڈائریکٹر محکمہ تعلقات عامہ پنجاب
شملہ مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۵۲ء نمبر پی۔ آر
۳۵/۱۴۲۵۲

حکومت مشرقی پنجاب نے مجلس احرار اسلام کو خلاف قانون جماعت قرار دے دیا

لاہور۔ ۵ر جولائی۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق حکومت پنجاب نے قانون فوجداری (ترمیم شدہ) کی دفعہ ۱۶ کے ماتحت مجلس احرار اسلام کو خلاف قانون جماعت قرار دے دیا ہے۔ اس قانون کے تحت کوئی شخص اب جماعت کا رکن نہیں رہ سکتا۔ اور اس کی خلاف ورزی قابل سزا جرم تصور کی جائے گی۔

پولیس نے آج صوبہ بھر میں مجلس احرار اسلام کے دفاتر کی تلاشی لی اور جماعت کا ریکارڈ اور دوسرا سامان اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس کے علاوہ حکومت نے قانون فوجداری (ترمیم شدہ) کی دفعہ ۱۷ کے تحت مجلس کے دفاتر کو اس اقدام سے مطلع کر دیا ہے اور انہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے احکام کے ماتحت سرکاری قبضہ میں لے لیا ہے۔

بقیہ فہرست صفحہ نمبر ۶

نمبر شمار	نام	مقام	حاصل کردہ نمبر
۷۸	مکرم عبدالسلام صاحب گھنائی ولد عبدالقادر صاحب گھنائی	رشی نگر	۴۲
۷۹	مکرم محمد عبداللہ صاحب گھنائی ولد عبدالرحیم صاحب گھنائی	"	۳۳
۸۰	مکرم شمس الدین صاحب ولد مکرم محمد اسمٰعیل صاحب	حیدرآباد	۶۱
۸۱	" محمد صادق صاحب ولد مکرم محمد اسمٰعیل صاحب	"	۵۳
۸۲	مکرم خیر احمد صاحب ولد موسیٰ حسین صاحب	"	۶۲
۸۳	" محمد حبیب اللہ صاحب ولد " محمد عبداللہ صاحب	"	۳۷
۸۴	" عطاء اللہ صاحب	"	۴۱
۸۵	" محمد اکرام صاحب ولد محمد اعظم صاحب	"	۶۹
۸۶	" میر احمد عارف صاحب ولد سید حسین صاحب فوق	"	۴۰
۸۷	" اعجاز حسین صاحب	"	۳۶
۸۸	مکرمہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم محمد اسمٰعیل صاحب	"	۴۹
۸۹	مکرمہ محترمہ سیدہ بشیر النساء بنت سید حسین صاحب فوق	"	۴۸
۹۰	مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ بنت عبدالرحیم صاحب مرحوم	"	۵۱
۹۱	مکرمہ محترمہ صالحۃ الرشید صاحبہ بنت محمد عبداللہ صاحب	"	۴۲
۹۲	مکرم سیٹھ یوسف الدین صاحب ولد مکرم حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب	سکندرآباد	۴۵
۹۳	مکرم سیٹھ صالح محمد صاحب ولد مکرم سیٹھ علی محمد صاحب	"	۶۴
۹۴	" مسیح الدین صاحب ولد سیٹھ الہ دین ابراہیم صاحب مرحوم	"	۵۸
۹۵	مکرم بشیر الدین صاحب ولد مکرم سیٹھ الہ دین ابراہیم صاحب مرحوم	"	۶۰
۹۶	مکرم شیخ عبدالرحیم صاحب ولد شیخ چھنگے شاہ صاحب	"	۴۵
۹۷	مکرم عطاء الرحمان صاحب عباسی کلرک نظارت تعلیم و تبلیغ	قادیان	۶۱

(ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان)

آج صبح پولیس نے لاہور میں مجلس احرار اسلام کے ایک ترجمان "آزاد" کے دفتر میں چھاپا مارا۔ (نوائے وقت)